ماہنامہ
رائے بریلی

پیام عرفات

سرخ انقلاب کی دستک
(اداریہ)

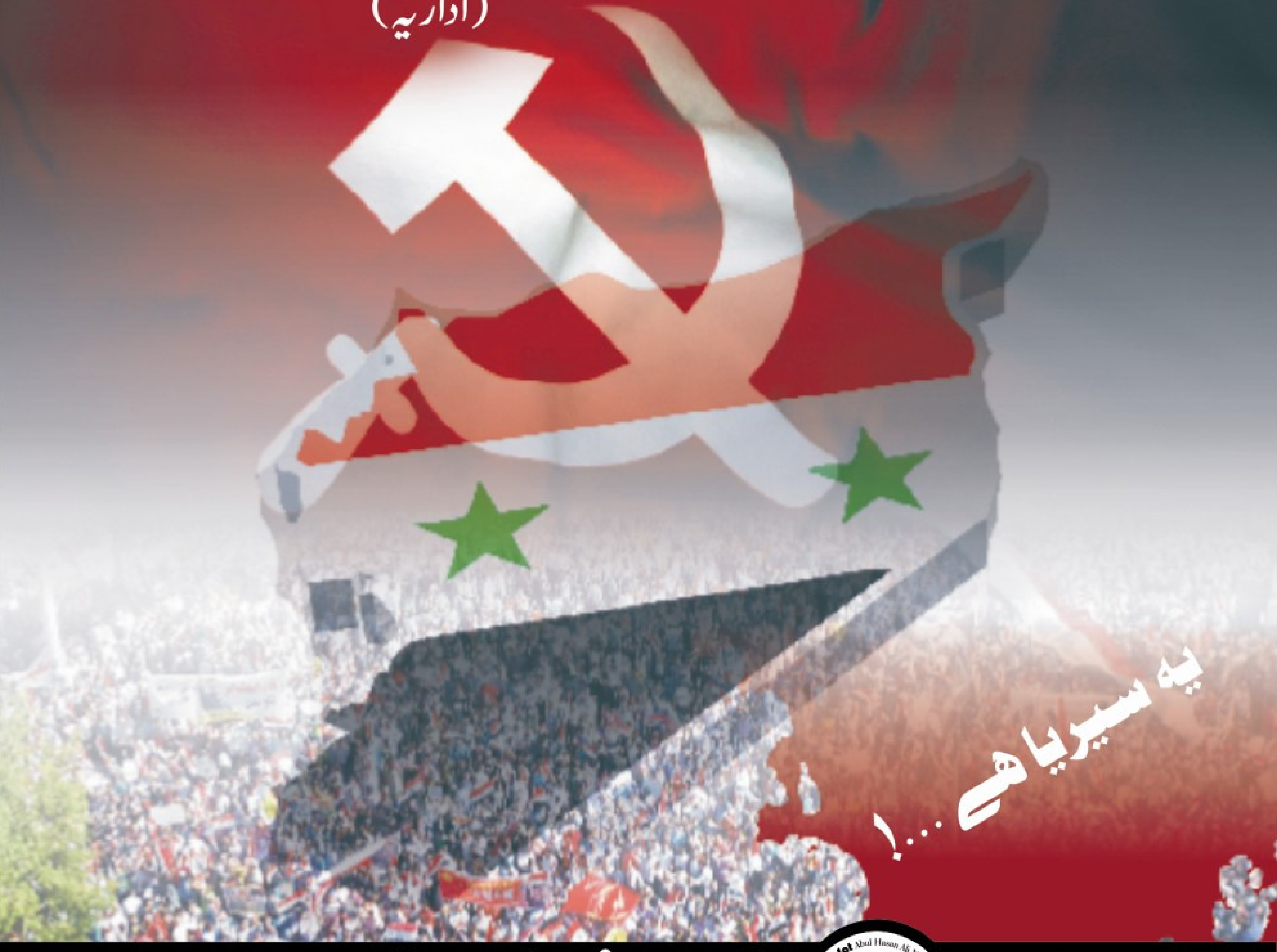

JUNE 12

مركز الإمام أبي الحسن الندوي
دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

₹ 10/-

ظلم کا انجام

''سب سے زیادہ ڈرنے والی چیز جو ہے وہ ظلم ہے، دنیا کے سارے مذاہب، سارے کلچر، سارے رفارمرس، سارے صوفی سنت اس بات پر متفق ہیں کہ انسان سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے؛ اور ہر مذہب کا انسان، ہر شہر کا انسان، ہر ملک کا انسان، ہر برادری کا انسان، ہر نسل کا انسان، ہر طبقہ کا انسان، ہر سوسائٹی کا انسان، ہر قابلیت کا انسان، ہر صلاحیت کا انسان، مفید ہو یا غیر مفید، وہ خدا کی صنعت ہے اور خدا کی رحمت کا مظہر ہے، ہم اس کو **Masterpiece** نہیں کہہ سکتے ورنہ اس سے بڑھ کر **Masterpiece** اور کیا ہوسکتا ہے؟

تاریخ میں ایسی شہادتیں موجود ہیں کہ بعض اوقات کسی ایک مظلوم مرد کی آہ، اور کسی ایک مصیبت زدہ خاتون کی کراہ سے پورے دور کا خاتمہ ہوگیا ہے، جو بات سب سے زیادہ ملکوں کی خیر خواہی، سچی ہمدردی، حقیقت پسندی، انسانیت کے فرض کی ادائیگی بلکہ اس کے احساس کی ہے، (خواہ اس ملک میں کتنی ترقیاں ہوں اور اس ملک کی تاریخ خواہ کیسی رہی ہو اور اس میں کتنے وسائل و ذخائر ہوں) یہ ہے کہ ظلم نہ ہونے پائے، کسی کمزور آدمی کو روندا نہ جائے، کسی گھر کا چراغ بجھایا نہ جائے، کسی بے زبان عورت پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے، اور کسی مظلوم کی بددعا نہ لی جائے!!''

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

(ملک و معاشرہ کا سب سے خطرناک مرض-ظلم وسفاکی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

پیام عرفات

رائے بریلی

اردو اور ہندی میں ایک ساتھ شائع ہونے والا

جلد نمبر ۴ | جون ۲۰۱۲ء - رجب ۱۴۳۳ھ | شمارہ نمبر ۶

فہرست مضامین

سرخ انقلاب کی دستک ۲
.... بلال عبد الحی حسنی ندوی
سود خوری ۳
.... علامہ سید سلیمان ندویؒ
صحابیات کی دینی خدمات ۵
.... مولانا محمد ثانی حسنیؒ
ہندوستان میں مسلم اقلیت - مسائل اور ان کا حل ۸
.... مولانا محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی
زندگی اور معاشرۂ انسانی کی تعمیر میں دل کا کردار ۹
.... مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی
ذبح کا صحیح طریقہ - حلال و حرام جانور ۱۲
.... مفتی راشد حسین ندوی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور تشریعی حیثیت ۱۴
.... عبد السبحان ناخدا ندوی
آپ کے دینی سوالات اور ان کے جوابات ۱۷
یہ سیریا ہے ....! ۱۸
.... محمد نفیس خاں ندوی

مرکز
الإمام أبي الحسن الندوي

سرپرست

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ
(صدر، دار عرفات)

نگراں

مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ
(جنرل سکریٹری، دار عرفات)

مجلس ادارت

بلال عبد الحی حسنی ندوی
مفتی راشد حسین ندوی
عبد السبحان ناخدا ندوی
محمود حسن حسنی ندوی
محمد حسن ندوی

معاون ادارت

محمد نفیس خاں ندوی

فی شمارہ: ۱۰ روپے — سالانہ: ۱۰۰ روپے

www.abulhasanalinadwi.org
Fax: 0535-2211386
Mail: markazulimam@gmail.com

مرکز الامام أبی الحسن الندوي دار عرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی (یوپی) ۲۲۹۰۰۱

پرنٹر پبلشر محمد حسن ندوی نے ایس، اے، آفسٹ پرنٹرس، مسجد کے پیچھے، پھاٹک عبد اللہ خاں، سبزی منڈی، اسٹیشن روڈ، رائے بریلی سے طبع کرا کر دفتر "پیام عرفات"
مرکز الامام أبی الحسن الندوي، دارِ عرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی سے شائع کیا۔

اداریہ

سرخ انقلاب کی دستک

بلال عبدالحی حسنی ندوی

عرب ملکوں میں انقلاب کا جو سلسلہ تیونس سے شروع ہوا تھا وہ سیریا پر آکر رک گیا، ان ملکوں میں چالیس چالیس سال سے جو ڈکٹیٹر حکمراں نام نہاد جمہوریت کے نام پر مسلسل براجمان تھے ان کی کرسیاں توڑ دی گئیں اور جمہوری طریقہ پر انتخابات کی کوششیں شروع کر دی گئیں، جو کہیں کامیابی کے ساتھ مکمل کر لی گئیں تو کہیں ابھی کشمکش انقلاب جاری ہے۔ ان انقلابات کی پشت پر اگر دیکھا جائے تو بڑا ہاتھ امریکہ اور اقوام متحدہ کا نظر آتا ہے جس نے انقلابیوں کا ساتھ دیا اور جب ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جانے لگے تو مختلف پابندیوں میں جکڑ کر ظالموں کو کرسی سے اتار دیا گیا، اس کے پیچھے بھی امریکہ کے اپنے مفادات وابستہ تھے جس کی اپنی تفصیلات ہیں۔ لیکن سوال یہ اٹھتا ہے کہ سیریا پر آکر یہ سلسلہ تھم کیوں گیا؟ امریکہ اور اقوام متحدہ کی طاقت اب کہاں چلی گئی؟؟ حالانکہ جن جن ملکوں میں انقلاب کی ہوا چلی ان تمام ملکوں میں سب سے زیادہ ظلم سیریا میں ہوا اور ہو رہا ہے، وہاں کا حاکم بشار الاسد فرعون بے سامان بنا ہوا ہے، ایک لاکھ کے قریب لوگ مارے جا چکے ہیں، ہزاروں ہزار لوگ جیلوں میں سخت اذیتوں سے دوچار ہیں اور سرعام وہاں انسانی حقوق کی پامالی کی جارہی ہے، ان سب کاروائیوں کے باوجود کہا جاسکتا ہے کہ امریکہ نے یہ مسئلہ ٹھنڈے بستہ میں ڈال دیا ہے، عالمی انسانی حقوق کی تنظیمیں خاموش تماشائی بنی ہوئی ہیں، ان کے نمائندے سیریا میں موجود ہیں اور ان کا تبصرہ صرف یہ ہوتا ہے کہ "ہم حالات پر نظر رکھے ہوئے ہیں"، یہ ساری صورتحال ہمیں ایک طرف تو یہ بتاتی ہے کہ امریکہ کے جب تک اپنے مفادات وابستہ رہے انقلابیوں کا ساتھ دیا اور اب جب کہ تبدیل ہوتے ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں تو امریکہ کی پالیسی بھی بدلتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ دوسری طرف بہت سے ماہرین کا خیال ہے کہ کہیں یہ "سرخ انقلاب" کی دستک تو نہیں ہے، سیریا سوویت بلاک کا ممبر رہا ہے، سووت یونین کے سقوط کے بعد سے اس نظریات کے ماننے والے بکھر کر رہ گئے تھے، لیکن ادھر چند سالوں سے حالات پھر کروٹ لے رہے ہیں، پوتن (Valdmir Putin) جو روس کے لیے ایک باتدبیر لیڈر ثابت ہو رہا ہے، اس نے بہت خاموشی کے ساتھ روس کو ایک معاشی استحکام کے راستہ پر ڈالا اور ابھی تازہ صدارتی انتخابات میں اس کی کامیابی دنیا کو نئے راستہ پر ڈال سکتی ہے۔

سیریا کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ امریکہ نے روس کے لئے راستہ چھوڑ دیا ہے اور وہ روس سے لڑائی مول لینا نہیں چاہتا، اس کو روس کی نئی طاقت کا اندازہ ہو رہا ہے مگر تشویش کی بات یہ ہے کہ اگر روس اپنی انہی ملحدانہ نظریات کے ساتھ بڑی طاقت بن کر سامنے آگیا تو اسلامی ملکوں کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے اور اگر سیریا کے ظالم حکمرانوں کو اسی طرح طاقت ملتی رہی اور انقلابیوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی تو کہیں یہ ملک اسلامی ملکوں میں کمیونزم کی دوبارہ اشاعت کا مرکز نہ بن جائے۔

یہ وہ خطرات ہیں جن سے آج اسلامی ممالک دوچار ہیں اور ان ملکوں میں کوئی ملک ایسا نہیں ہے جو ان خطرات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو اور ان چیلنجز کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو جو ایک سیلاب کی طرح امڈ امڈ کر آرہے ہیں۔

اس وقت اس کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمان ہر جگہ اور خاص طور پر جہاں وہ اقلیت میں ہوں تعلیم کے میدان میں ٹھوس اقدامات کریں اور حشو وزوائد سے الگ ہو کر پوری طرح ترقی کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کی کوشش کریں، تو انشاء اللہ امید ہے کہ حالات تبدیل ہوں گے، اس میں وقت لگ سکتا ہے لیکن اگر محنتیں جاری رہیں گی تو وہ دن دور نہیں کہ جب ان بڑی طاقتوں کا پھل مسلمانوں کی جھولی میں گرے گا اور وہ دن دنیا کے لیے سب سے زیادہ یادگار دن ہوگا کہ طاقت واخلاق کا وہ توازن جو خطرناک حد تک بگڑ چکا ہے، وہ توازن قائم ہوگا اور طاقت کے مناسب استعمال سے دنیا امن وامان کا گہوارہ بن جائے گی........!!

علامہ سید سلیمان ندویؒ

سود خوری

سودخوری، حرص وطمع، بخل اور ظلم کا مجموعہ ہے، حرص وطمع تو یوں کہ سودخور اس سود کے ذریعہ چاہتا ہے کہ ساری دنیا سمٹ کر اس کے پاس آجائے، بخل یوں کہ وہ کسی غریب مقروض کے ساتھ کوئی رعایت کرنا نہیں چاہتا اور نہ کسی کار خیر میں دے کر اپنے سرمایہ میں کچھ کمی پسند کرتا ہے، یہی سبب ہے کہ اللہ تعالی نے سودخوری کا ذکر زکوۃ اور خیرات کے مقابلہ میں کیا ہے، اور ظلم یوں کہ وہ سود اور سود در سود کے ذریعہ لوگوں کو ان کی محنتوں کے پھل سے محروم کردیتا ہے، اور رحم نہیں کرتا ، اسی لئے سود کی ممانعت کے موقع پر اللہ تعالی نے خاص طور پر فرمایا: ﴿لاَ تَظْلِمُونَ وَلاَ تُظْلَمُونَ﴾(البقرة:٢٧٩) (نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے)۔

یعنی تم نے جتنا دیا ہے اس سے زیادہ لو، تو یہ تمہارا ظلم ہے، اور جتنا تم نے دیا ہے اتنا تم کو نہ ملے تو یہ تم پر ظلم ہے، اس حرام خوری کی عادت بھی عرب میں یہودیوں کی بدولت پھیلی تھی، وہی سرمایہ کے مالک تھے، اور غریب کسان اور مزدور اکثر انہیں سے سودی قرض لیتے تھے، یہودیوں پر نعمتوں کا دروازہ جو بند کیا گیا ،اس کے اسباب کے بیان کے سلسلہ میں ہے:﴿وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ﴾(النساء:١٦١) (اور ان کے سود لینے کے سبب سے حالانکہ وہ اس سے روکے گئے تھے اور لوگوں کے مال کو ناروا طریق سے کھانے کے سبب سے)۔

اسلام آیا تو اس نے سرمایہ داری کی اس لعنت کو جس سے دنیا دبی جارہی تھی، ہمیشہ کے لیے دور کردیا:﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لاَ يَقُومُونَ إِلاَّ كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُواْ إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَن جَاءهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُوْلَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ☆ يَمْحَقُ اللّهُ الْرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ﴾(البقرة:٢٧٥-٢٧٦)

(جو سود کھاتے ہیں وہ ایسے اٹھیں گے جیسے وہ اٹھتا ہے جس کے شیطان نے لپٹ کر حواس کھودئے ہوں، یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ خرید وفروخت کا معاملہ سود ہی کی طرح ہے، اور اللہ نے خرید وفروخت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے، تو جس کے پاس اس کے پروردگار کی نصیحت پہنچی اور وہ باز رہا تو اس کا ہے جو پہلے دیا گیا اور اس کا معاملہ خدا کے سپرد ہے، اور جو پھر ایسا کرے تو وہ دوزخی ہیں، وہ دوزخ میں رہیں گے، خدا سود کو مٹاتا اور صدقہ وخیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہ گار کو پسند نہیں کرتا)۔

قیامت میں سودخور کا بدحواس ہوکر اٹھنا اس کی دنیاوی بدحواسی کی پوری تمثیل ہوگی ، دنیا میں سودخوروں کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ دن رات دوسروں کے مال ودولت کے چھیننے اور اپنی دولت کو ناجائز طریقوں سے بڑھانے میں ایسے مشغول رہتے ہیں کہ ان کو کسی کار خیر کا خیال نہیں آتا، تو قیامت میں بھی وہ ایسے ہی اپنے حواس کھوئے ہوئے اٹھیں گے، آیت کے اخیر میں اللہ تعالی نے سودخوروں کو ناشکر گنہگار ٹھرایا ہے ، کیونکہ خدا نے جو دولت ان کو دی تھی اس کا تقاضا یہ تھا کہ اس سے وہ کار خیر کرتے ، غریبوں کو دیتے ، مستحقوں کو بانٹتے ، مگر انہوں نے اس کے بجائے غریبوں کو اور لوٹا اور ظلم سے ان کی تھوڑی بہت پونجی کو بھی چھین لیا اور یہ نعمت کی ناشکری تھی۔

یہودیوں کی دیکھا دیکھی عربوں میں بھی کچھ ایسے سرمایہ دار پیدا ہوگئے تھے جو سودی کاروبار کرنے لگے تھے، جیسے حضرت عباسؓ بن عبد المطلب اور بنو عمرو بن عمیر وغیرہ، اب وہ اور ان کے مقروض جب مسلمان ہوئے اور ان میں سے قرض داروں نے مقروضوں سے پہلے کا سود مانگا تو اس پر یہ آیتیں اتریں جو پہلی ہی آیتوں کے سلسلہ میں ہیں: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ☆فَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ فَأْذَنُواْ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لاَ تَظْلِمُونَ وَلاَ تُظْلَمُونَ ☆وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَن تَصَدَّقُواْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ☆وَاتَّقُواْ يَوْماً تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ﴾(البقرة:۲۷۸-۲۸۱) (اے ایمان والوں! خدا کا خیال کرو، اور سود جو رہ گیا ہو اس کو چھوڑ دو، اگر تم واقعی مومن ہو، تو اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کے لیے ہوشیار ہو جاؤ، اور اگر تم باز آؤ تو تمہارے لئے تمہارا اصل سرمایہ ہے، نہ تم کسی پر ظلم کرو، اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے، اور اگر وہ (مقروض) تنگ دست ہو تو اس کو کشادگی تک مہلت دو، اور معاف کر دینا تمہارے لئے سب سے اچھا ہے، اگر تم کو سمجھ ہو اور اس دن سے ڈرو جس میں تم خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر کسی کو وہ پورا پورا دیا جائے گا جو اس نے کمایا اور ان کا کچھ دبایا نہ جائے گا)۔

ان آیتوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک دن آئے گا جب سب خدا کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اور جس نے کسی کا مال ناحق کھایا ہوگا اس کا حساب ہوگا تو اگر تم نے نیکی کی ہوگی، اور مقروضوں کو معاف کیا ہوگا تو خدا کے یہاں پورا پورا مل جائے گا۔

جاہلیت میں ربا کی یہ صورت تھی کہ غریب کسان اگلی پیداوار کے موقع پر ادا کر دینے کے وعدے پر مہاجنوں سے قرض لیتے تھے، جب فصل کا وقت آتا اور کسان ادا نہ کر سکتے تو مہاجن کہتے کہ ہم مدت بڑھا دیتے ہیں تم جنس کی مقدار بڑھا دو، مثلاً ایک روپیہ میں دس سیر کا وعدہ ہوتا تو ایک سال کی اور مہلت بڑھا کر بیس کر دیتے اور اسی طرح جب تک وہ قرض نہ ادا کر دیتے یہ مدت بڑھاتے جاتے اور جنس کی مقدار بڑھتی چلی جاتی، یہاں تک کہ اصل سے کئی گنا سود ہو جاتا، خدا نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ الرِّبَا أَضْعَافاً مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُواْ اللّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ۱۳۰) (اے ایمان والوں! (اصل سے) دو گنا، چوگنا سود مت کھاؤ اور خدا سے تقوی کرو، شاید کہ تم فلاح پاؤ اور اس آگ سے بچو جو منکروں کے لئے تیار کی گئی ہے)۔

اس آیت میں تصریح ہے کہ سود خوری کی سزا جہنم ہے، وہ جہنم جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے، آنحضرت ﷺ نے اپنے ایک رؤیائے صادقہ میں سود خوروں کو جس حال میں دیکھا اس کی تصویر یہ ہے، فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ خون کی ایک نہر ہے، اس میں ایک آدمی تیر رہا ہے اور ایک دوسرا آدمی ہاتھ میں پتھر لیئے کنارہ کھڑا ہے، پہلا آدمی تھک کر جب کنارے آنا چاہتا ہے تو دوسرا آدمی ایسا تاک کر پتھر مارتا ہے کہ اس کا منھ کھل جاتا ہے اور وہ پتھر لقمۂ تر بن کر اس کے پیٹ میں چلا جاتا ہے، وہ پتھر کھا کر پھر پیچھے لوٹ جاتا ہے، جبرئیلؑ نے بتایا کہ یہ جو خون کی نہر میں تیر رہا ہے سود خور ہے''۔ (صحیح بخاری) سزا کی مماثلت ظاہر ہے، لوگ اپنا خون پسینہ ایک کر کے محنت سے جو روزی پیدا کرتے ہیں سود خور آسانی سے اس پر قبضہ کر لیتا ہے، تو وہ انسان کے خون میں تیرتا ہے اور جو پتھر لقمۂ تر بن کر اس کے منھ میں چلا جاتا ہے تو وہ وہ دولت ہے جس کو وہ سود سے جمع کرتا ہے۔

گناہ کے شریک وہ بھی ہیں جو کسی گناہ کی اعانت میں شریک ہوں، اسی لئے آنحضرت ﷺ نے سود کھانے والے، اور سود کھلانے والے (دینے والے)، سود پر گواہ ہونے والے اور سود کی دستاویز لکھنے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔

مولانا محمد ثانی حسنیؒ

صحابیات کی دینی خدمات

تاریخ اسلام اس کی گواہ ہے کہ گذشتہ صدیوں میں بیشمار خواتین اسلام نے ہر شعبۂ زندگی میں ناقابل فراموش کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، وہ شعبہ چاہے سیاست کا ہو یا اخلاق و معاشرت کا، علم ولیاقت کا، یا صنعت وحرفت کا، زہد وریاضت کا ہو، یا تقویٰ وطہارت کا، عقل وخرد کا ہو یا ذہانت وذکاوت کا، ملکی خدمات کا ہو یا ریاست وبادشاہت کا، تربیت اولاد کا ہو یا ادائیگی حقوق کا ان سارے شعبوں میں مسلمان خواتین کا فضل وکمال اوران کی قابل تقلید مثالیں ملیں گی۔

خواتین اسلام مذکورہ بالا صفات وکمالات میں اپنے پیشتر و متبرک اور پاکیزہ صفات خواتین اکابر صحابیاتؓ، بنات طیبات اور ازواج مطہرات (امہات المؤمنین) کی مقلد تھیں، جنہوں نے ہر شعبۂ حیات میں اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لیے بہترین مثالیں چھوڑی تھیں اور زندگی کے ہر معاملہ میں ''اسوۂ حسنہ'' پیش کیا تھا۔

صحابیاتؓ کے مختلف کارناموں اور خدمات کے سلسلے میں سرفہرست حضرت خدیجہؓ ام المؤمنین کی خدمات ہیں جنہوں نے شروع سے حضور سرور کائنات ﷺ کی ہر طرح پشت پناہی کی، اور اسلام کی اشاعت میں بڑا کام کیا، اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں مثالی کردار ادا کیا، اپنی پاک دامنی کی بنا پر طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوئیں، عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں اور حضور اقدس ﷺ کا ہر طرح ساتھ دیا۔

غار حراء میں جب حضور ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ گھر واپس تشریف لائے تو جلال الٰہی سے لبریز تھے، آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ، مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور پھر پورا معاملہ سنایا اور فرمایا مجھ کو ڈر ہے حضرت خدیجہؓ نے فرمایا آپ مسرور نہ ہوں، خدا آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے کسوں اور فقیروں کے کام آتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں، اور پھر وہ اپنے چچازاد بھائی ورقہ ابن نوفل (جو مذہباً نصرانی تھے) کے پاس لے گئیں، جنہوں نے آپ سے واقعہ سن کر نبوت کی بشارت سنائی۔

حضرت خدیجہؓ جو آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں، شب و روز ساتھ تھیں، ساتھ نوافل ادا کرتی تھیں۔

آپ ﷺ کو مشرکین مکہ سے جو مصائب اٹھانے پڑتے تھے اوران پر جو آپ ﷺ کو صدمہ پہنچا، حضرت خدیجہؓ کے پاس آکر دور ہوجاتا تھا، اس لیے حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو پوری تسلی دیتیں۔

مشرکین مکہ جب آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان کو شعب ابو طالب میں محصور کیا تو حضرت خدیجہؓ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔

جب تک حضرت خدیجہؓ حیات رہیں کفار مکہ کو کھل کر حضور ﷺ کو پریشان کرنے میں رکاوٹ محسوس ہوتی تھی، لیکن ان کے انتقال کے بعد قریش نے کھل کر ستانا شروع کردیا، اسی لیے حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے سال کو ''عام الحزن'' (غم کا سال) کہا جاتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ عالم میں افضل ترین خاتون مریمؑ اور خدیجہؓ ہیں۔

علوم وفنون میں سے واقفیت میں بڑا درجہ رکھتی ہیں، صحابیاتؓ میں متعدد ایسی خواتین گذری ہیں جو تفسیر وقرأت، حدیث وفقہ، فرائض-ادب اور دوسرے علوم وفنون میں ملکہ رکھتی تھیں، ان میں سرفہرست ام المومنین حضرت عائشہؓ، ام المومنین حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمہؓ ہیں، جن میں بعض کو پورا قرآن شریف حفظ تھا، تفسیر میں حضرت عائشہؓ کو کمال حاصل تھا، حدیث کی روایت میں حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ام عطیہؓ، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، حضرت ام ہانیؓ اور حضرت فاطمہ بنت قیس کے نام آتے ہیں جو کثیر الروایہ تھیں۔

فقہ میں حضرت عائشہؓ کے بے شمار فتاوی ہیں، ان کے علاوہ حضرت ام سلمہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت فاطمہ زہرہؓ، ام عطیہؓ، ام الارواؓ، ام شریکؓ، عاتکہ بنت زیدؓ، سہلہ بنت سہیلؓ، اسماء بنت ابی بکرؓ، فاطمہ بنت قیس وغیرہ کئی صحابیات ہیں جن کے فتاویٰ موجود ہیں۔

فقہ کے علاوہ علم اسرار خطابت، خوابوں کی تعبیر، طب اور جراحی، شعر وسخن میں بھی کئی صحابیات درک رکھتی تھیں، ان میں حضرت خنساءؓ کی مثال شعر کہنے میں کم ہی ملتی ہے۔

عملی کاموں میں صنعت وحرفت کا ایک شعبہ ہے جس میں سلائی، زراعت، کتابت، کپڑا بننا بھی ہے۔ ان کاموں میں متعدد صحابیاتؓ ملکہ رکھتی تھیں۔

دین کی حفاظت اور اسلام کی خدمت واشاعت اہم ترین کام ہے، اس کام میں تقریباً ساری صحابیات دلچسپی لیتی تھیں، لیکن بعض صحابیات اس میں عظیم المرتبہ تھیں۔ حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کی دعوت پر ان کے بھائی حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا، حضرت ام سلیمؓ کی کوشش پر حضرت ابوطلحہؓ مسلمان ہوئے۔ حضرت ام حکیمؓ کی ترغیب دینے پر ان کے شوہر عکرمہؓ ابن ابوجہل جو یمن بھاگ گئے تھے، واپس آکر حضور ﷺ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوکر ایمان لائے، ام شریکؓ دوسیہ کی دعوت پر قریش کی بہت سی عورتوں نے اسلام قبول کیا۔

جہاد اسلام کا اہم فریضہ ہے، صحابہ کرامؓ نے جس ذوق و شوق سے اس میں حصہ لیا، اس کے واقعات تاریخ اسلام میں سینکڑوں صفحات پر بکھرے ہوئے ہیں لیکن اس کو فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ صحابیاتؓ نے بھی اپنی طاقت حیثیت اور اپنے مقدور بھر اس اہم فریضہ کو انجام دیا، ان کا جوش اخلاق، عزم واستقلال اپنے شوہروں، بھائیوں، بزرگوں اور لڑکوں سے کم نہ تھا، غزوہ احد میں جب کہ کافروں نے حملہ کردیا تھا، تو حضرت ام عمارہؓ حضور اقدس ﷺ کے پاس پہنچیں اور دشمنوں کے تیر اندازوں کے سامنے کھڑی ہوگئیں اور حضور اقدس ﷺ کی حفاظت کرنے لگیں، ابن قمیہ حضور ﷺ کی طرف بڑھا اور حملہ کردیا، حضرت ام عمارہؓ نے حملہ روکا اور سامنے پڑجانے کی وجہ سے ان کے کاندھے پر زخم آگیا، انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی اور ابن قمیہ پر تلوار چلادی، مسیلمہ کی جنگ میں پامردی سے مقابلہ کیا اور بارہ زخم کھائے، ایک شہید ہوا۔ غزوۂ خندق میں حضرت صفیہؓ نے ایک یہودی دشمن کو قتل کیا، غزوۂ حنین میں ام سلیمؓ ہتھیار لے کر مقابل ہوئیں، جنگ یرموک میں حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، حضرت ام ریانؓ، خولہؓ، ام حکیمؓ، ام المومنین جویریہؓ اور اسماءؓ بنت یزید نے پامردی سے دشمنوں کا مقابلہ کیا، ۲۸ھ میں قبرص کو فتح کرنے میں حضرت ام حرامؓ نے مسلمان لشکر میں شرکت کی۔

یہ تو ہتھیار لے کر جنگ میں شرکت کا حال تھا، ایسی بھی صحابیات تھیں جنہوں نے مختلف غزوات اور جنگوں میں دوسری خدمات انجام دیں، جیسے پانی پلانا، زخموں کی مرہم پٹی کرنا، شہداء اور زخمیوں کو اٹھا کر محفوظ مقامات پر لانا، تیر اٹھا اٹھا کر لڑنے والوں کو دینا، کھانے پینے کا انتظام کرنا۔ لڑنے والوں کو ہمت دلانا، ان سارے کاموں میں حسب ذیل خواتین سرفہرست رہتی تھیں:

حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلیمؓ، حضرت ام سعیطؓ، حضرت ربیع بنت معوذؓ، حضرت ام زیادہؓ، حضرت ام عطیہؓ، حضرت ہندؓ، حضرت خولہؓ، حضرت فاطمہ، وغیرہ۔ اس میں کچھ تو مشک بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں، کچھ زخمیوں کی تیمار داری کرتی تھیں، کچھ مجروحین کو اٹھا کر میدان جنگ سے مدینہ منورہ لاتی تھیں، کچھ نے چرخہ کات کر مسلمانوں کی مدد کی تھی، کچھ تیر اٹھا کر لاتی تھیں، کچھ کھانا پکا کر کھلاتی تھیں، اور بعض نے تو گورکنی وقبر کھودنے کی خدمت بھی انجام دی، اور کچھ نے ہمت دلانے کے لیے اشعار بھی پڑھے اور لڑنے والوں کو جوش دلایا۔

عشق الٰہی اور محبت رسول ﷺ میں صحابیات صحابہ سے کچھ کم نہ تھیں، غزوہ احد کا وہ مشہور واقعہ ہے کہ جب مسلمانوں کی شکست کا شور ہوا تو ایک صحابی خاتون اپنے گھر سے اس لیے بے تابانہ نکلیں کہ سرور کائنات ﷺ کا کیا حال ہے۔

ایک صاحب ملے انہوں نے خبردی کہ تمہارے شوہر شہید

ہو گئے، انہوں نے انا للہ پڑھی اور پھر پوچھا ہمارے آقا کا کیا حال ہے؟ پھر ان کو خبر دی گئی کہ تمہارے بھائی شہید ہو گئے، عاشق رسول بی بی بولیں مجھے تو حضور اقدس ﷺ کا حال بتاؤ۔ اس کے بعد ان کو بتایا گیا کہ آپ ﷺ بحفاظت ہیں، نیک دل بی بی نے خدا کا شکر ادا کیا، مگر آگے بڑھتی گئیں، جب تک کہ سرور کائنات ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہوگی چین نہ آئے گا۔ سامنے عشاق نبی کے جھرمٹ میں آپ ﷺ نظر آئے، وہ بی بی سراپا شوق بن کر آگے بڑھیں، اپنی پر شوق نگاہوں سے آفتاب عالم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئیں، اور عزت و احترام کا ذکر مولانا شبلیؒ نے چند اشعار میں کیا ہے وہ بجائے خود بہتر مؤثر ہیں۔

الغرض زندگی کے ہر شعبہ میں صحابی بیبیوںؓ نے اپنے بعد آنے والی خواتین کے لیے بہترین نمونہ چھوڑا ہے، جس کی مختلف تفصیل کتابوں میں ملتی ہے، خصوصاً ان کتابوں میں جو صرف صحابیات کے حالات پر لکھی گئی ہیں اور یہ بھی فخر کی بات ہے کہ علماء نے اس بارے میں کوئی کوتاہی نہیں کی کہ بلکہ تذکرہ نگاروں نے مستقل اور ضمنی طور پر صدہا صحابیات کے حالات قلم بند کیے ہیں، ان تذکرہ نگاروں میں ابن اثیر، ابن سعد زہری، حافظ ابن حجر عسقلانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، جنہوں نے صحابیات کے حالات لکھنے میں خاصی دلچسپی لی ہے، اور وہ بہت حد تک کامیاب رہے، ان حضرات کی تصنیفات تاریخ النساء استیعاب، اصابہ، طبقات الصحابہ، اسد الغابہ، تہذیب التہذیب ہیں۔ ان کتابوں میں کسی میں ۳۹۸، کسی میں ۶۲۷، کسی میں ایک ہزار صحابیاتؓ سے زیادہ کے حالات ہیں، اور ان میں سب سے زیادہ حالات ابن حجر عسقلانیؒ کی کتاب اصابہ کی آٹھویں جلد خاص خواتین کے حالات پر مشتمل ہے یعنی اس حصہ میں تقریباً ۱۵۴۵ عورتوں کا تذکرہ ہے۔

اتنی تفصیل اس لیے عرض کی گئی ہے تا کہ مسلمان خواتین خصوصاً ''پیام عرفات'' کی پڑھنے والی بہنیں اور بچیاں خوشی محسوس کریں کہ ان کی بزرگ اور قابل احترام خواتین جن کو صحابیات کا شرف حاصل تھا کس پائے کی تھیں اور ان کے حالات کتنی تفصیل کے ساتھ ملتے ہیں، اسی بناء پر ان کتابوں کے نام بھی لکھ دیے گئے ہیں کہ جن میں ان کے حالات ملتے ہیں۔ اردو زبان میں بھی صحابیات کے حالات پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جو بازار میں ملتی ہیں۔ ان میں بعض کتابیں صرف امہات المومنین کے حالات پر مشتمل ہیں اور بعض صرف بنات النبی ﷺ کے تذکرہ پر حاوی ہیں اور بعض اکابر و انصار صحابیات کے واقعات کو پیش کرتی ہیں جن کا مطالعہ ضروری ہے۔

اب آخر میں ان مخصوص اہل کمال اور قابل تقلید چند صحابیاتؓ کے نام پیش کیے جاتے ہیں جن کے حالات تفصیل سے ملتے ہیں، اور جو بارگاہ نبوی ﷺ میں عالی مرتبہ تھیں۔ ان مبارک خواتین میں پہلا نام امہات المومنینؓ کا تھا جو تعداد میں گیارہ تھیں اور امہات المومنینؓ میں: حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت سودہؓ، حضرت زینبؓ ام المساکین، حضرت ام سلمہؓ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت جویریہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت صفیہ تھیں جن کے احسانات سے امت مسلمہ سبکدوش نہیں ہوسکتی۔

اس کے بعد بنات طیباتؓ تھیں جن میں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ ام الحسنین سیدۃ النساء اہل الجنۃ ہیں۔ یہ چاروں حضور اقدس سرور کائنات ﷺ کی محبوب صاحبزادیاں تھیں اور آپ ﷺ کی گوشۂ جگر تھیں، خدا ان سب کی قبروں کو نور سے بھر دے۔ آمین

عام صحابیات میں مخصوص اور قابل تقلید و قابل رشک خواتین میں حضرت صفیہؓ عمۃ النبی ﷺ، حضرت امامہؓ، ام ایمنؓ، فاطمہؓ بنت اسد، ام الفضلؓ، ام رومانؓ، حضرت سمیہؓ، ام سلیمؓ، ام عمارہؓ، ام ہانیؓ، فاطمہؓ بنت خطاب، اسماء بنت ابی بکرؓ، اسماءؓ بنت یزید، ام حکیمؓ، خنساءؓ، ام حرامؓ، خولہ بنت حکیمؓ، شفاؓ، اسماءؓ بنت عمیس سر فہرست ہیں، ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد صحابیات کی ہے جن کی قربانیاں، کارنامے اور علمی اور عملی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔

اللہ تعالیٰ ساری مسلمان خواتین کو ان صحابیؓ بیبیوں کی تقلید کرنے کی توفیق دے۔

ہندوستان میں مسلم اقلیت مسائل اور ان کا حل

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ

ہندوستان میں مسلمانوں کو رہتے ہوئے چودہ سو سال گذر رہے ہیں، مسلمان تعداد کے لحاظ سے اس ملک میں شروع سے اقلیت ہی میں رہے اور آج بھی اقلیت میں ہیں، لیکن اپنے وزن اور اپنی کیفیت کے اعتبار سے وہ ایک مضبوط اقلیت رہے، مسلم اقلیت کو تقسیم ملک کے بعد نت نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا، اور سیاسی سماجی و معاشی تمام اعتبار سے مشکلات پیش آئیں، یوں گہری نظر سے دیکھا جائے تو اقلیت اور اکثریت کا مسئلہ کوئی ایسا بڑا مسئلہ نہیں کہ اس کی پریشانی سے بچا نہ جاسکے، انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں کہ ان کو اگر دانش مندی اور حوصلہ مندی سے عمل میں لایا جائے، تو اقلیت وہ کام انجام دے سکتی ہے جو اکثریت کے کام سے بھاری اور زیادہ اثر انگیز ہوسکتا ہے، اور تاریخ کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بھی اقلیت نے اپنی صلاحیتوں کو صحیح طریقہ سے استعمال کیا، تو وہ نتیجہ خیزی اور افادیت میں اکثریت کے کام سے بھی آگے بڑھ گیا، اور اس لیے کسی اقلیت کو کم ہمتی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے اور اس کو اپنی ضرورت کے مطابق بڑا مقام حاصل کرنے میں مجبوری محسوس نہ کرنا چاہئے، البتہ اس حقیقت کو سامنے رکھنا ہے کہ اقلیت کو اپنا عزت و مقام بنانے کے لئے اکثریت کے مقابلہ میں زیادہ محنت اور زیادہ دانش مندی کا ثبوت دینا ہوتا ہے، اور سمجھ دار اقلیتیں عموماً اس حقیقت کو سمجھتی ہیں اور اسی کے مطابق کوشش کرتی ہیں۔

ہندوستان میں صدیوں مسلمانوں کا اقتدار رہا اور وہ اقلیت میں تھے، لیکن انہوں نے ملک کے نظام کو بہتر انداز میں چلایا، اور اکثریت کے حقوق کا بھی لحاظ رکھا، ملک کو ان کے اقتدار میں ترقی ملی، اور جب اقتدار ان کے ہاتھوں سے نکلا تو ان کی غیر دانشمندی سے نکلا، باہر کی طاقت جو مسلمانوں کے مقابلہ میں مزید اقلیت میں تھی، وہ نہایت اقلیت میں ہونے کے باوجود اپنی ہوشیاری اور مؤثر تدابیر کے ذریعہ ملک کی اکثریت اور اقلیت دونوں پر غالب آئی، اقلیت اور اکثریت دونوں نے جب مل کر تقریباً دوسو سال کوششیں کی، تو ملک سے انہیں باہر کرنے میں کامیاب ہوئے، کامیابی کے حصول میں خاصہ وقت صرف ہوا، اور ملک جب آزاد ہوا تو بیرونی طاقت نے جو نقصان پہونچایا تھا وہ ملک کی سخت پسماندگی کی شکل میں سامنے آیا، اس کو دور کرنے اور ملک کے باشندوں کو طاقت و عزت کے اس مقام پر لے جانے کی ضرورت تھی، جہاں ان کو وقت کے تقاضے کے مطابق باعزت قوم کی حیثیت سے پہنچنا چاہئے تھا، اس کوشش کے سلسلہ میں اکثریتی افراد کو ملک کے اقلیتی افراد پر سیاسی زندگی میں برتری تو ہوسکتی تھی لیکن محنت وفکر مندی کے ذریعہ اس کمزوری پر غالب آیا جاسکتا تھا، کیوں کہ ملک کے سیکولر و جمہوری دستور کے لحاظ سے ملک کے تمام باشندوں کو اپنی صلاحیتوں کے استعمال کرنے میں رکاوٹ نہیں، البتہ اقلیت کو اس بات کی ضرورت تھی اور یہ ضرورت برابر قائم ہے کہ وہ بہتر قوم بننے کے لیے جن صلاحیتوں کو اختیار کرسکتے ہوں ان کی طرف توجہ دیں، اور یہ ذمہ داری اصلاً قوم کے دانشوروں اور مخلصانہ رہبری کی صلاحیت رکھنے والوں کی بنتی تھی، اور الحمد للہ اس بات کی طرف مسلمان رہبروں نے توجہ بھی دی جس کے اثر سے مسلمان ضروری حد تک اس ملک کے باعزت شہری ہیں اور ان کے لیے مزید بہتر پوزیشن حاصل کرنے کے لیے بااثر تدابیر اختیار کرنے کا موقع ہے، ان تدابیر میں تعلیم اہم اور مؤثر تدبیر ہے جو کہ کسی بھی قوم کی ترقی و برتری کا مضبوط ترین ذریعہ بنتی ہے، اور الحمد للہ اس کی طرف مسلمان دانشوروں کی توجہ نظر آرہی ہے، لیکن پستی کی جس سطح سے ان کو اوپر آنا ہے، اس لحاظ سے مزید توجہ کی ضرورت ہے جس میں کمی ابھی محسوس کی جارہی ہے۔

عزت وقوت کے مقام کو صحیح طور پر حاصل کرنے کے لیے ایک تو علم کے میدان میں وقت کے تقاضوں کے مطابق بہتری کی طرف لانے کی توجہ بڑھانے کی ضرورت ہے، اور تعلیم کی اہمیت وضرورت کے سلسلہ میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے نقطہ نظر میں جو فرق ہے.................(باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر)

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

زندگی اور معاشرہ انسانی کی تعمیر میں دل کا کردار

دنیا میں کتنے لوگ ایسے ہیں جنہیں ہر وقت اپنے دل کو غلط خیالات سے صاف رکھنے کی فکر دامن گیر رہتی ہے اگر انسان کا دل غلط تصورات اور عیوب و نقائص سے پاک ہوتا ہے تو وہ عین فطرت انسانی کے مطابق کام کرتا ہے اور اس سے کوتاہی اور کام کا ظہور نہیں ہوتا، اس کی مثال اس صحیح مشین سے دی جاتی ہے جس کے تمام پرزے برابر کام کرتے رہتے ہیں اور مالک کو ان پر اعتماد ہوتا ہے۔ اگر یہ مشین یونہی چھوڑ دیجائے اس سے تیل کو نکال کر نیا تیل نہ ڈالا جائے اور خراب پرزوں کو بدلا نہ جائے تو مالک کو اس سے کم منافع حاصل ہوں گے اور ناگاہ وہ اپنا کام کرنا بھی چھوڑ دے گی، جس کی وجہ سے جملہ سرگرمیاں ٹھپ پڑ جائیں گی۔

دل انسان کے جسم میں طاقت وقوت کا سرچشمہ ہے، رگوں تک خون پہنچانے کا آلہ ہے، جب وہ درست ہوتا ہے تو پورا نظام جسمانی اپنا کام صحیح ڈھنگ پر کرتا رہتا ہے، اور داخلی امراض سے وہ محفوظ ہوتا ہے، دل جس طرح سے انسان کے جسمانی نظام کا مرکز ہوتا ہے اسی طرح اس کے روحانی نظام کا تعلق بھی دل ہی سے ہوتا ہے، جب دل پاک ہوتا ہے تو انسان کا ہر عمل و کام درست و پاکیزہ ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ ہر انسانی ضرورت کی تکمیل ہوتی ہے یہی دل جب اللہ کے ذکر سے رطب اللسان رہتا ہے تو اس کے حامل کو روحانی غذا ملتی رہتی ہے، جس کی وجہ سے وہ نرمی کے مقام پر نرمی اور سختی کے مقام پر سختی کا رویہ اختیار کرتا ہے۔

اس کے برعکس ایک گنہگار اور فاجر و فاسق شخص کے دل میں ارتکاب گناہ کے بعد ذرا کسک پیدا نہیں ہوتی، وہ برے کام میں منہمک و مصروف رہتا ہے۔ اقوال رسول ﷺ اور نفس کی شیطنت کے درمیان تمیز پیدا نہیں کرتا، وہ گناہ کا اتنا عادی اور رسیا ہو جاتا ہے کہ فطرت بھی اس سے پناہ مانگتی ہے اور وہ شرافت ونجابت، زہد و قناعت اور صلاح و تقوی کے لبادہ کو اتار کر پھینک دیتا ہے اور قرآن کریم میں ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ ہے: ﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾ (سورۃ المطففین آیۃ ۸۳) (ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال بد کا زنگ بیٹھ گیا ہے)۔

آقائے مدنی جناب محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے لوگوں کے قلوب پر غفلت ونسیان کا غلبہ تھا، ان پر کفر وشرک کا دبیز رنگ بیٹھ گیا تھا، ایمان وعمل کی کوئی جھلک بھی نہیں دکھائی دیتی تھی، شراب نوشی اور بے حیائی نے وہاں کے باشندوں کو سنجیدگی سے سوچنے کا موقع ہی فراہم نہیں کیا، ان کے نظام حیات بھی اتھل پتھل کے شکار تھے، ان کی زندگی شقاوت وقساوت سے عبارت تھی، ضلالت وگمراہی عام تھی، ظلم وزیادتی کا بازار ان کے اندر گرم رہتا تھا، ایسے پرآشوب حالات میں آپ ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپ ﷺ کے دوش ناتواں پر نبوت کی عظیم ذمہ داری ڈالی گئی، اور تعلیم وتربیت، تزکیہ واحسان اور لوگوں کے قلوب کی صفائی کی تاکید فرمائی گئی، غرض یہ ہے کہ نبوت کے چہار گانہ صداقت سے متصف ہونے کو کہا گیا، قرآن کریم میں ارشاد باری ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّهُ عَلَى الْمُؤمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ .... وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلالٍ مُّبِينٍ﴾ (آل عمران ١٦٤) (خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے ہیں اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں، اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے)۔

آج اگر ہم معاشرۂ انسانی پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو لوگوں کو فواحش ومنکرات میں مبتلا پاتے ہیں، عیاری، مکاری، اور جعل سازی میں وہ اتنے بڑھ چکے ہیں کہ ان کو کوئی مثال نہیں ملتی، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے، ایسے

موقع پر حضور اکرم ﷺ کی وہ حدیث ہمیں یاد آتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جسم انسانی میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، اگر وہ درست رہتا ہے، تو پورا جسم درست رہتا ہے، اور اگر وہ بگڑ جاتا ہے تو پورے جسم کا نظام بگڑ جاتا ہے، سن لو! وہ دل ہے۔

درحقیقت قلب ہی انسان کے افکار وخیالات کا سرچشمہ ہے وہ خوشی وناراضگی، صلاح وفساد، نیکی کا حکم دینے اور بدی سے روکنے اور محبت وعداوت کے اظہار کا مرکز ہے اسی وجہ سے اس کے طہارت ونظافت کا خیال رکھنا، اس کو اطمینان اور سکون بہم پہنچانا بے حد ضروری ہے، اس حقیقت سے دنیا کے اکثر انسان نا آشنا ہیں، حتیٰ عالمی فلسفوں اور مختلف تہذیبوں کے متوالے بھی اس سے ناواقف ہیں، انہیں اس کی بھی خبر نہیں کہ تہذیب کی تعمیر وتخریب میں اس کا کیا کردار رہا ہے، اس کردار سے عدم واقفیت ہی نے یورپ کے باشندوں کو دل کا مریض بنادیا ہے، جس کی وجہ سے وہاں کثرت سے دل کے دورے پڑتے ہیں، بالآخر وہ اس کی سرجری کرتے ہیں، اس کو بدلتے ہیں، امراض قلب کے بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ اللہ کے ذکر سے ہی قلب کو تمام بیماریوں سے ہی پاک صاف رکھا جاسکتا ہے، جو بندہ صدق دل سے اللہ کے سامنے روتا ہے اور گڑگڑاتا ہے اس کو قلب کی ظاہری وباطنی کوئی بیماری نہیں لاحق ہوتی ہے، دینی اعتبار سے قلب ایمان وایقان کا مرکز ہے، وہ کبھی کبھی اخلاقی امراض پر بندش لگانے اور اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں ہاتھ اور زبان کا نمائندہ ہوتا ہے، اسی کی طرف جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا: ''تم میں سے اگر کوئی شخص برائی دیکھے تو ہاتھ سے ختم کرنے کی کوشش کرے، اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان کے ذریعہ اس کو ختم کرے، اگر اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے''۔

بعض لوگوں نے صرف یہ سمجھ رکھا ہے کہ دل صرف رگوں تک خون سپلائی کرنے کا آلہ ہے، اسی پر اعتماد کرکے انھوں نے قلب کی فعالیت اور تاثیر سے چشم پوشی کی اور اس کو صاف ستھرا رکھنے کے وسائل فراہم نہیں کیے، جس کی وجہ سے وہ خسارے میں رہے، دل کو صرف رگوں اور جسم کے پورے حصے میں خون پہنچانے کا آلہ سمجھنا، ذکر واذکار سے اس کو پاک نہ کرنا اور اس کے قائدانہ کردار سے تغافل برتنا یہ سب غیر دانشمندانہ اور غیر اسلامی اعمال ہیں، اسلام قطعاً اس کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ وہ تو ذکر واذکار توجہ وانابت الی اللہ میں مشغول رکھنے کا کام دیتا ہے، کیونکہ ان کے ذریعہ انسان کو فکری وروحانی غذا ملتی ہے اور ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴾ (سورۃ حم السجدہ: ۳۰) (جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے اور (کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ) (سورہ فصلت: ۳۰) قرآن کریم کی اس آیت سے زیادہ قوی کیا کوئی دلیل ہوسکتی ہے کہ جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایمان کے حاملین کے قلوب پر نہ دنیا میں غم کا اثر ہوگا اور نہ آخرت میں وہ پریشان ہوں گے، وہ جنت کی سدا بہار ولازوال نعمتوں کے بیچ زندگی گذاریں گے اور ان کو ایسی دائمی زندگی نصیب ہوگی جو کبھی فنا نہیں ہوگی اور ایسی خوشی حاصل ہوگی جس کا اندازہ اس دنیاوی زندگی میں نہیں لگایا جاسکتا، یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام اطاعت وفرماں برداری میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے اور معاشرۂ انسانی میں احکام الٰہی کے نفاذ کی ترغیب دیتا ہے اور اس دین قیم کی نشرواشاعت پر مامور کرتا ہے، جس کی تمام تر توجہات قلب ہی پر مرکوز ہوتی ہیں، اسلامی تہذیب کے ان بنیادی ستونوں کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے کا حکم دیتا ہے جو آقائے مدنی ﷺ کی زبانی یوں بیان کیے گئے ہیں، کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے: (۱) کلمۂ طیبہ کی گواہی دینا، (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکوۃ ادا کرنا، (۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا، (۵) بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔

ان بنیادی احکامات پر عمل کرنے والے افراد ہی قلب سلیم کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں، وہ زمانہ کا شکوہ نہیں کرتے بلکہ

ایمان کامل کے ہتھیار سے لیس ہوکر زمانہ کا مقابلہ کرتے ہیں، اور اس سلسلہ میں ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ سے کسب فیض کرتے ہیں، جن کی زندگی کا ابتدائی مرحلہ شرک وبت پرستی سے پراگندہ ماحول میں گذرا تھا لیکن انہوں نے لوگوں تک خدا کا حقیقی پیغام پہنچایا نا مساعد حالات کی پرواہ نہیں کی، بادشاہ وقت نمرود کی طرف سے آگ میں ڈالے جانے کا جو منصوبہ طے پایا تھا' اس میں بھی خوف نہیں کھایا، اس سے دل برداشتہ نہ ہوئے اور نہ شرک سے سمجھوتہ کیا۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اس قائدانہ کردار سے بنی نوع انسان کو ایک نیا راستہ دکھایا اور یہ تعلیم دی کہ اگر انسان ایسے ماحول میں ہو جہاں شرک و بت پرستی عام ہو، مجاورین اور پروہتوں کی کثرت ہو اور حالات صحیح رخ اختیار کیے ہوئے نہ ہوں، اسلام دشمن طاقتیں برسرپیکار ہوں تو گھبرانے کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ اپنے قلب کے اندر ایمان کی شمع روشن کر کے دعوتی فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دینے کی ضرورت ہے، حضرت ابراہیمؑ نے اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا کیونکہ وہ وسیع دماغ کے مالک تھے، قلب سلیم جیسی عظیم نعمت ان کو حاصل تھی، امن وامان اور چین وسکون کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے، ان پر رحمت کی گھٹائیں چھائی رہیں، ہر طرف سے خدا کا تحفظ حاصل رہا، وہ خدا کے فرمانبردار کلمۂ توحید کو بلند کرنے والے اور عظیم داعی الی اللہ تھے، بالآخر طاغوتی طاقتوں کا سر نیچا ہوا، حق کا بول بالا ہوا، ایمان کامل اور قلب سلیم جیسے ہتھیار نے اپنا کام کر دکھایا۔

اس وقت ہمیں بھی حالات حاضرہ کے پیش نظر اپنے دل ودماغ کی صلاحیتوں کو صحیح ڈھنگ سے استعمال کر کے معاشرہ کی اصلاح میں تعمیری کردار ادا کرنے کی بے حد ضرورت ہے تاکہ دنیا سے شر وفساد اور بگاڑ کا خاتمہ ہو اور لوگ فطرت کے مطابق زندگی بسر کریں۔

بقیہ: ہندوستان میں مسلم اقلیت.........

......تعلیم کا نظام چلانے والوں کو اس کا لحاظ کرنا بھی ضروری ہے، وہ فرق یہ ہے کہ تعلیم کو مغربی ذہن نے صرف دنیاوی زندگی کی آسودگی بلکہ ترقی کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے، مسلمانوں کے یہاں اس کے ذریعہ انسانی سیرت و اخلاق کی صالح تشکیل کو بھی مقصد بنایا گیا ہے، لہٰذا مسلمانوں کے یہاں تعلیم سے انسان کی علمی خصوصیت کے حصول کے ساتھ اس کے اعلیٰ سیرت واخلاق کی تشکیل کے مقصد کو بھی شامل کرنا ضروری ہے۔

اسلام میں دنیاوی فلاح کے ساتھ دینی صلاح کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے، دینی صلاح آخرت کی زندگی میں بھی فلاح کا ذریعہ بنتی ہے، مغربی نظریہ تعلیم اس ضرورت کو تسلیم نہیں کرتا، بلکہ دینی تقاضہ کو کامیاب دنیاوی زندگی کے منافی سمجھتا ہے ہمارے مشرقی ملکوں پر مغربی قبضہ کے دوران مغرب کا یہی یکطرفہ نظام تعلیم رائج کیا گیا، جو مغربی اقتدار سے آزادی حاصل ہونے کے بعد بھی جاری ہے، ضرورت ہے کہ اس کو ہمارے مشرقی اقدار سے سازگار کیا جائے تاکہ تعلیم حاصل کرنے والی نسل اپنے دین و عقیدہ اور زندگی کے صالح اقدار سے عاری نہ رہے، اور مسلمان کی تشکیل مسلمان ہی کی حیثیت سے ہو۔ دوسری اہم ضرورت قوم میں اجتماعی وحدت پیدا کرنے کی طرف توجہ دینے کی ہے کیوں کہ یک جہتی اور آپسی تعاون کی کمی کوششوں کی کامیابی میں رکاوٹ کا باعث ہوتی ہے، اور یہ ہندوستان میں ملت اسلامیہ کی تعمیر وترقی میں خاصی رکاوٹ کا باعث بن رہی ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ جہاں تک سیاسی تدابیر کا تعلق ہے، تو مسلمانوں کو اس بات کا بہت خیال رکھنا ہے کہ ان کوششوں میں اخلاص اور اجتماعی مصلحت کو شخصی اور طبقاتی مصلحت پر ترجیح دینے کا پورا اہتمام کریں، کیونکہ اخلاص اور یک جہتی اور باہمی تعاون ہو تو بڑے سے بڑا مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے، الحمد للہ چند سالوں سے مسلمانوں میں اپنا بہتر مقام بنانے کا جو شعور پیدا ہوا ہے، اس کے کچھ اثرات ظاہر ہونا شروع ہوئے ہیں، انہوں نے وہ ذرائع اختیار کرنا شروع کیا ہے، کہ جن سے اس ملک میں اپنا باعزت مقام بنانے کے لیے اچھی پیش رفت کی امید کی جا سکتی ہے، بہر حال مسلمانوں کو اس ملک میں مناسب حکمت عملی اور مخلصانہ جدوجہد کا مشترکہ طریقہ کار اختیار کرنے کی ضرورت کو ہر حال میں اپنے سامنے رکھنا ہے، اور میدان کار کے جو مختلف پہلو ہیں ان سب پہلوؤں کے لیے ان کے مطابق نظام العمل اختیار کرنا ہے۔

ذبح کا صحیح طریقہ

حلال و حرام جانور

مفتی راشد حسین ندوی

ذبح کی دو قسمیں ہیں: (۱) اضطراری: اس کی ضرورت کسی جانور کا شکار کرتے وقت ہوتی ہے، (۲) اختیاری: جو کسی قابو میں موجود جانور کا کیا جاتا ہے۔ شریعت نے ہر حالت میں جانور کو بلاوجہ تکلیف دینے پر پابندی لگائی ہے، چنانچہ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو کسی جاندار پر نشانہ بازی کرے۔ حضرت شدادؓ بن اوس روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے، تو جب قتل کرو تو بہتر طریقہ اختیار کرو اور جب ذبح کرو تو بہتر ڈھنگ سے ذبح کرو، تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنی چھری تیز کرلے اور اپنے ذبیحہ کو راحت دے۔ (مسلم)

اختیاری ذبح کا طریقہ: جب کسی قابو یافتہ جانور کو ذبح کرنا ہو تو مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا چاہیے:

(۱) جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چارہ کھلائے، پانی پلائے، بھوکا پیاسا رکھنا مکروہ ہے۔

(۲) مذبح میں جانور آسانی اور سہولت سے لے جائے، گھسیٹ کرلے جانا مکروہ ہے۔

(۳) قبلہ رخ بائیں کروٹ لٹائے اس سے جان آسانی سے نکلتی ہے، لہٰذا اس کے خلاف کرنا مکروہ ہوگا۔

(۴) چھری تیز رکھے، کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

(۵) جانور کے لٹانے سے پہلے ہی اس سے چھپا کر چھری تیز کرے اس لیے کہ ''مستدرک حاکم'' اور ''مصنف عبد الرزاق'' میں روایت ہے کہ ایک شخص جانور کو لٹا کر چھری تیز کرنے لگا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم جانور کو کئی موتیں دے رہے ہو''۔

(۶) ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا، یا لٹانے کے بعد بلاوجہ ذبح کرنے میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

(۷) اتنی سختی سے ذبح کرنا بھی مکروہ ہے کہ جانور یا پرندے کا سر الگ ہوجائے، یا حرام مغز (گردن کے اندر کی سفید رگ) تک چھری پہنچ جائے، البتہ احتیاط کے باوجود اگر گردن علاحدہ ہوجائے تو یہ فعل اگرچہ مکروہ ہے لیکن اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔

(۸) ذبح کے بعد جانور سرد ہونے سے پہلے کھال علاحدہ کرنا یا گردن الگ کرنا بھی مکروہ ہے۔

(۹) ذبح کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا منھ قبلہ رخ کر کے اپنا رخ بھی قبلہ کی طرف رکھے، اور جانور بائیں کروٹ پر لٹائے (یہ تبھی ہوسکتا ہے جب جانور کو اس سمت سے الٹا لٹائے جس سمت قبر میں مردہ کو لٹاتے ہیں) پھر تیز چھری لے کر ''بسم اللہ اللہ اکبر'' کہہ کر اس کے گلے کو کاٹے، یہاں تک کہ چار رگیں کٹ جائیں، ایک حلقوم (نرخرہ) جس سے سانس لیتا ہے، دوسری مرئی جس سے دانہ پانی جاتا ہے اور دو وہ شہ رگیں جو نرخرہ کے دائیں بائیں ہوتی ہیں، اگر ان چار میں سے تین ہی رگیں کٹیں تب بھی ذبح درست ہے، اس کا کھانا حلال ہے، اور اگر دو ہی رگیں کٹیں تو وہ جانور مردار کے حکم میں ہوگیا، اس کا کھانا درست نہیں۔

(۱۰) ذبح کرنے والا عاقل بالغ مسلمان یا کتابی ہونا شرط ہے، کتابی سے مراد عیسائی اور یہودی ہے، بشرطیکہ ملحد نہ ہو، ذبح کے وقت بسم اللہ جان بوجھ کر نہیں کہا تو وہ مردار ہے اور اس کا کھانا حرام ہے، اور اگر بھول جائے تو کھانا درست ہے۔

جانور کے وہ اعضاء جن کا کھانا درست نہیں:

حلال جانور کی سات چیزیں کھانا منع ہے: (۱) ذکر (نر کی شرمگاہ)، (۲) فرج (مادہ کی شرمگاہ)، (۳) مثانہ، (۴) غدود (حرام مغز جو پشت کے مہرے میں ہوتا ہے)، (۵) خصیہ، (۶) پتہ مرارہ (کلیجی میں تلخ پانی کا ظرف)، (۷) بہتا خون: ان میں سے خون کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، بقیہ کی حرمت ان کے مضر ہونے یا گھناؤنی اشیاء میں سے ہونے کی وجہ سے ہے۔

ذبح اضطراری: ذبح اضطراری (غیر اختیاری) تربیت یافتہ پرندہ جانور یا تیر کے ذریعہ شکار کرتے وقت جانور کے بدن

کے کسی بھی حصہ کو زخمی کر کے خون بہا دینے کو کہتے ہیں، ذبح غیر اختیاری ان جانوروں میں ہوتا ہے جو عمل ذبح انجام دیتے وقت ذابح کے قابو میں نہ ہوں، مختلف احادیث میں آنحضرت ﷺ نے اس کے احکام بیان فرمائے ہیں، چنانچہ عدی ابن حاتمؓ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جب تم اپنا (شکاری) کتا چھوڑو، تو بسم اللہ کہو۔ اگر وہ تمہارے لیے پکڑے اور تم اسے زندہ پا جاؤ تو اسے ذبح کرلو، اور اگر اسے اس حال میں پاؤ کہ اس نے جانور کو مارڈالا ہے اور اس سے کھایا نہیں ہے تو اسے کھالو اور اگر اس نے کھالیا ہے تو نہ کھاؤ، اس لیے کہ اس نے اپنے لیے پکڑا ہے، اگر تم اپنے کتے کے ساتھ دوسرا کتا پاؤ اور جانور مر چکا ہے تو نہ کھاؤ، اس لیے کہ تمہیں کیا پتہ کہ دونوں میں سے کس نے مارا ہے، اور جب تم تیر سے شکار کرو تو بسم اللہ کہو، اگر جانور ایک دن تک نہ ملے اور اس میں صرف تمہارے تیر کا اثر ہو تو اگر چاہو تو کھالو اور اگر پانی میں ڈوبا ہوا پاؤ تو نہ کھاؤ (بخاری و مسلم)

فقہاء نے غیر اختیاری ذبح کی بھی کچھ مخصوص شرائط بیان کی ہیں: (۱) شکاری حالت احرام میں نہ ہو۔ (۲) شکار حرم میں نہ کیا گیا ہو۔ (۳) شکار کرنے والا جانور یا پرندہ تربیت یافتہ ہو۔ (۴) شکار اگر شکاری جانور کے ذریعہ ہو تو اس کو شکار کے لیے چھوڑتے وقت اور اگر تیر و نیزہ وغیرہ سے کیا جائے تو اس کو پھینکتے وقت بسم اللہ کہا گیا ہو۔

مشینی ذبیحہ کا حکم: فقہ اکیڈمی نے مشینی ذبیحہ سے متعلق مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے:

(۱) اگر جانور بجلی کے ذریعہ چلنے والی زنجیر یا پٹہ سے لٹک کے بیہوشی کے مرحلہ سے گزرنے کے بعد ذابح کے سامنے پہنچتا ہے، اور ذابح بسم اللہ کہہ کر اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دیتا ہے، اور جانور کے ذبح کے وقت اس کے زندہ ہونے کا یقین ہے تو یہ صورت بالاتفاق جائز ہے، اس لیے کہ اس میں صرف جانور کا نقل و حمل مشین کے ذریعہ ہو رہا ہے، باقی فعل ذبح ہاتھ سے انجام دیا جاتا ہے، اکیڈمی مسلمان ارباب سے خواہش کرتی ہے کہ وہ اسی طریقہ کو رواج دیں، اور اگر ضرورت محسوس ہو تو ذبح کی رفتار تیز کرنے کے لیے کئی ذابح کا تقرر کیا جائے۔

(۲) مشینی ذبح کی ایسی صورت جس میں جانور کے نقل و حمل اور ذبح دونوں کام مشین سے انجام پائیں، اس طرح کہ بٹن دبانے کے ساتھ مشین حرکت میں آجائے اور اس مشین پر باری باری جانور آتا جائے اس صورت (کے بارے میں اکثر حضرات کی رائے یہ ہے) کہ پہلا جانور حلال ہوگا، اس کے بعد جو جانور ذبح ہوتے جائیں وہ جائز نہیں ہیں۔

جن حضرات کے نزدیک مشین کے ذریعہ ذبح کی صورت میں پہلا جانور حلال ہو جاتا ہے ان کے نزدیک اگر ایسی مشین ایجاد ہو جائے جس سے بڑی تعداد میں چھریاں متعلق ہوں اور بٹن دباتے ہی بیک وقت چل کر ایک ایک جانور کو ایک ساتھ ذبح کر دیتی ہوں تو یہ تمام جانور حلال ہو جاتے ہیں۔

حلال و حرام جانور: جانور دو طرح کے ہیں، ایک وہ جو صرف پانی میں زندہ رہ سکتے ہیں، دوسرے وہ جو خشکی میں رہتے ہیں۔ پہلی قسم میں صرف مچھلی کی تمام انواع و اقسام حلال ہیں، بقیہ پانی کا کوئی بھی جانور احناف کے نزدیک حلال نہیں ہے۔ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ''ہمارے لیے صرف دو مردار حلال ہیں: مچھلی اور ٹڈی''۔ یہ بھی واضح رہے کہ مچھلی جب اپنی موت مر کر اوپر آجائے تو حلال نہیں ہے، مرنے کا کوئی سبب ہونا چاہیے۔ جہاں تک تعلق ہے خشکی کے جانوروں کا تو ان میں سے بعض میں خون نہیں رہتا ہے، یا بہتا خون نہیں رہتا ہے، یہ سب کے سب حرام ہیں، سوائے ٹڈی کے جیسے: حشرات الارض، مکھی اور بھڑ وغیرہ، اسی طرح چوہا سانپ اور بچھو وغیرہ، اس لیے کہ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (ان پر خبائث کو حرام قرار دیتے ہیں)، اور خبائث اور گھناؤنا پن ان سب میں قدر مشترک ہے۔

جن جانوروں میں دم سائل ہوتا ہے، ان میں سے کچھ پالتو ہوتے ہیں جیسے اونٹ، گائے، بھینس اور بھیڑ بکری وغیرہ، یہ حلال ہیں، لیکن پالتو گدھے حرام ہیں، گھوڑے میں خود ہمارے فقہاء کا اختلاف ہے .....

(بقیہ صفحہ ۱۶/پر)

رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور تشریعی حیثیت

قرآن کریم کے آئینہ میں

عبدالسبحان ناخدا ندوی

جس طرح اللہ کی کتاب سیرت کے مختلف گوشوں کو اجاگر کرتی ہے بالکل اسی طرح آنحضرت ﷺ کی تشریعی حیثیت کو بھی متیقن کرتی ہے تاکہ منصب نبوت کی اصل حقیقت ذہن و دماغ میں رچ بس جائے، اور کوئی ناداں شان رسالت کو سرسری انداز سے نہ لے۔

۱- رسول طاعت خدا کا واحد ذریعہ ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّهِ﴾ (ہم نے جس رسول کو بھیجا اسی غرض سے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے)، یعنی رسول کے بغیر طاعت خداوندی کا کوئی تصور نہیں، اور اللہ کی صحیح اطاعت ممکن بھی نہیں۔

۲- رسول کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے، ان کی غیر مشروط اطاعت لازم ہے، "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" (جو رسول کی اطاعت کرتا ہے اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی)، ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾ بے شک جو لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں کے اوپر اللہ کا ہاتھ تھا۔

۳- رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے بعد پھر کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيناً﴾ (کسی مرد مومن و عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول فیصلہ کریں تو ان کو اپنے معاملہ کا کوئی اختیار حاصل رہے، جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑے گا)

۴- اپنے تمام مقدمات میں رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنا واجب ورنہ ایمان خطرے میں، اس کے بغیر کامیابی کا تصور ممکن ہی نہیں، ﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (اہل ایمان کو جب بھی اللہ و رسول ﷺ کی طرف بلایا جائے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے تو ان کو صرف یہی کہنا ہے، بسر و چشم، ہم نے بات سنی اور پورے طور پر مان بھی لی، درحقیقت یہی لوگ کامیاب ہیں۔

۵- پھر آپ کے کئے فیصلہ پر ادنی تردد اسلام سے خارج کر سکتا ہے، من وعن ماننا لازم ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيماً﴾

(آپ کے رب کی قسم یہ مومن نہیں ہو سکتے، یہاں تک کہ اپنے آپسی پیدا شدہ جھگڑوں میں آپ کو فیصلہ کی حیثیت نہ دیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلہ سے ادنی تنگی محسوس نہ کریں، اور پورے طور سے اسے تسلیم کر لیں۔

۶- بحکم الٰہی آپ ﷺ کو بھی تحلیل و تحریم کا اختیار ہے: ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ یہ نبی ان کے لیے صاف ستھری چیزیں حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے، ﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ (لڑو ان اہل کتاب سے جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ آخرت کے دن پر اسی طرح اللہ اور اسکے رسول نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے اسے حرام نہیں کرتے ہیں دونوں مبارک آیات میں تحریم کی نسبت اللہ کے رسول کی طرف کی گئی ہے اور ایک آیت میں تحلیل کی نسبت بھی آپ کی طرف کی گئی ہے۔

۷- کتاب اللہ کی تشریح کا اصل حق رسول کا ہے: بلکہ یہ آپ ﷺ کا فرض منصبی بھی ہے، باقی تمام تشریحات آپ ﷺ کی تشریح کی روشنی میں ہوں گی اور سب آپ ﷺ کے تابع ہوں

گی ورنہ رد کردی جائے گی۔ ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ ہم نے آپ کی طرف ذکر اتارا تاکہ آپ لوگوں کو کھول کھول کر بیان کریں کہ کیا چیز ان کی طرف اتاری گئی ہے۔

۸- دینی وشرعی معاملات میں آپ ﷺ کی مبارک ذات ہر قسم کی ذاتی خواہشات سے بالاتر ہے: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى ☆ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ (آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے ہیں یہ تو بس وحی ہے جو آپ پر کی جاتی ہے)۔

۹- آپ ﷺ سے برابری کی سطح پر گفتگو قطعاً ممنوع ہے: بلا اجازت مشورہ دینے کی اجازت نہیں آپ ﷺ سے اپنی آواز بلند کرنا ناجائز، شان رسالت کا لحاظ قدم قدم پر ضروری، ورنہ سارے اعمال دھرے کے دھرے رہ جائیں گے ﴿لا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش قدمی نہ کرو)۔ ﴿لا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ (نبی کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو)۔ ﴿وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ (آپ سے اس طرح کھل کر بات نہ کرو جس طرح آپس میں کرتے ہو)۔ ﴿أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (کہیں تمہارے اعمال غارت نہ ہو جائیں اور تمہیں احساس بھی نہ ہو)۔

۱۰- آپ ﷺ کا وجود دنیا میں ہمہ گیر عذاب الٰہی سے نجات کا ضامن ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ﴾ (اللہ ایسا نہیں ہے کہ آپ کے لوگوں کے درمیان ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے)۔

۱۱- آپ ﷺ کی ذات کو مذاق و دل لگی کا ذریعہ بنانا کفر ہے، اور موجب غضب الٰہی ہے: ﴿قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ☆ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ (کیا تم اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کا معاملہ رکھتے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم اپنے ایمان کے بعد کفر کے مرتکب ہو چکے ہو)۔

۱۲- آپ ﷺ کو اس انداز سے بلانا، جس سے بے تکلفی ٹپکے، نہایت خطرناک کام ہے جس سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے: ﴿لا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضاً﴾ (رسول ﷺ کو اپنے درمیان اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو)۔

۱۳- رسول ﷺ کے سامنے اپنی کسی بات پر اصرار بالکل درست نہیں اس طرز عمل سے کام بننے کے بجائے بگڑتے چلے جائیں گے، دینی ودنیاوی ہر طرح کی پریشانیاں سامنے آئیں گی: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ﴾ (یہ خوب سمجھ لو کہ تمھارے درمیان اللہ کے رسول ہیں اگر وہ بہت سارے معاملات میں تمہاری بات مانیں گے تو تم یقیناً مشقت میں پڑ جاؤ گے)۔

۱۴- خود رسول اللہ ﷺ کی بعثت اللہ رب العزت کا عظیم احسان ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ﴾ (بخدا اللہ رب العزت کا اہل ایمان پر احسان ہوا کہ اس میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا)۔

۱۵- آپ ﷺ تمام مومنین پر مقدم ہیں خود ان کی اپنی جان سے بھی بڑھ کر: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ (نبی اہل ایمان کی خود اپنی جان سے بڑھ کر ان پر مقدم ہیں)۔

۱۶- لہٰذا کسی کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ جہاد میں بلا اجازت نبی کو چھوڑ کر بیٹھا رہے، اور نبی کی جان پر اپنی جان کو ترجیح دے: ﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ﴾ (اہل مدینہ اور ان کے گرد وپیش رہنے والے اعرابیوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ آپ کی جان کے مقابلہ میں اپنی جان کو عزیز رکھیں)۔

۱۷- اللہ کی مسلسل رحمتیں آپ ﷺ پر نازل ہوتی ہیں، فرشتے بھی آپ ﷺ کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں، لہٰذا اہل ایمان بھی درود بھیجیں اور خوب خوب سلام پیش کریں۔

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً﴾ (بے شک اللہ نبی پر رحمت بھیجتا ہے اور اسکے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں، اے مومنو! تم بھی آپ ﷺ پر رحمت بھیجا کرو (یعنی رحمت کی دعا کیا کرو) اور خوب خوب سلام بھیجا کرو)۔

١٨- آپ ﷺ کی مبارک ذات تمام اہل ایمان کے لیے سب سے بہترین تسلی بخش کامل نمونہ ہے:﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (بخدا تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں نہایت بہترین تسلی بخش نمونہ ہے)۔

١٩- رسول اللہ ﷺ کو دانستہ یا نادانستہ کوئی تکلیف ہرگز نہ پہنچے اس لیے بہت محتاط رہو:﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ﴾ (تمہارے لیے جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ)۔

٢٠- بلکہ یہ ایسا خطرناک کام ہے جس پر دونوں جہانوں میں اللہ کی لعنت ہوگی، اور رسوا کن عذاب بھی جھیلنا پڑے گا:﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا﴾ (بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا وآخرت میں اور رسوا کن عذاب بھی اللہ نے ایسوں کے لیے تیار کر رکھا ہے)۔

٢١- رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرنے میں ایسے کلمات سے پرہیز کیا جائے جن کا الٹا مفہوم بھی لیا جا سکتا ہو بھلے نیت جتنی پاک وصاف ہو، ایسے کلمات ہی کو استعمال کیا جائے جن کو الٹے معانی پہنائے نہ جا سکیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (اے لوگو جو ایمان لائے ہو (رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرنے میں) راعنا نہ کہو انظرنا کہو اور بات سنو ٹھکرانے والوں کے لیے دردناک عذاب ہے)۔

٢٢- ایمان وعمل صالح کا مطلب یہی ہے کہ محمد ﷺ پر جو اتارا گیا ہے اسے من وعن مان لیا جائے، وہی حق ہے اس کے مقابلہ پر کوئی چیز حق نہیں بن سکتی، ایسے لوگوں کے گناہ معاف کیے جائیں گے اور ان کی حالت سنوار دی جائے گی۔﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ﴾ (جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایمان اس بات پر جو محمد ﷺ پر اتاری گئی ہے جب کہ وہی حق ہے جو ان کی رب کی طرف سے اتارا گیا ہے (اس کے مقابلہ پر جو ہے سب باطل ہے) اللہ ایسے لوگوں کے گناہوں کو معاف کر دے گا اور ان کی حالت درست کر دے گا)۔

٢٣- بے پناہ چیز آپ ﷺ کے لیے مقدر، ہر آنے والا دن آپ ﷺ کے لیے سابقہ دن سے بہتر، آپ ﷺ کا تذکرہ انتہائی بلند، انتہائی قابل تعریف مقام، یعنی مقام محمود آپ ﷺ کے لیے طے، اور آپ ﷺ کی اتباع اللہ کی محبت کو پانے کے لیے ضمانت بلکہ سند، آپ ﷺ کی ذات تمام جہانوں کے لیے رحمت ہی رحمت۔﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ (بے شک ہم نے آپ کو بے پناہ خیر سے نوازا (جس میں ایک حوض کوثر اور بنو کوثر بھی ہے)۔﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَى﴾ (آپ کے لیے آنے والی زندگی گذری ہوئی زندگی سے کہیں بہتر ہے)۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (ہم نے آپ کے لیے آپ کے تذکرہ کو بہت اونچا اٹھایا)۔﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ (ضرور آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کر دے گا)۔﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (کہیے! اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے چلو اللہ تم سے محبت کرے گا)۔﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ (ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا)۔

وصلی اللّٰه علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین.

بقیہ: ذبح کی قسمیں

پالتو پرندوں میں سے مرغی اور بطخ وغیرہ جائز ہیں۔ اگر نر اور مادہ میں سے ایک حلال ہو دوسرا حرام تو جانوروں میں حکم کا مدار مادہ پر ہوگا، اسی اصول کے پیش نظر علماء نے جرسی گائے اور اس کے دودھ کو حلال قرار دیا ہے۔ جہاں تک جنگلی جانوروں کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں اصولی بات بتاتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے خیبر کے دن ہر ذی ناب (کینچلی کے دانت والے) درندہ اور ہر پنجہ سے شکار کرنے والے پرندہ سے منع فرمایا ہے، اس سے شیر، چیتا، بھیڑیا، باز، وغیرہ کی حرمت معلوم ہو رہی ہے۔ اسی طرح مردار اور گندگیوں پر زندگی گزارنے والے گدھ جیسے پرندے بھی حرام ہیں۔ واللہ اعلم

آپ کے دینی سوالات اوران کے جوابات

(آپ اپنے دینی سوالات ہماری ویب سائٹ پر بھی پوچھ سکتے ہیں) www.abulhasanalinadwi.org

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

سوال: کیا مرد اور عورت کے نماز پڑھنے کے طریقے الگ ہیں؟ اگر ہاں (جیسا کے ہندوستان میں ہے)، تو یہ کہاں سے ثابت ہیں؟ قرآن وحدیث سے اس کا حوالہ دیں۔ (برہان، دہلی)

جواب: عورت اور مرد کی نماز کی ادائیگی میں جو فرق نظر آتا ہے اس کی بنیاد ستر ہے یعنی عورت کو ان چیزوں کو اختیار کرنے کو کہا گیا ہے جس میں اس کا زیادہ سے زیادہ پردہ ہوسکے۔

تکبیر تحریمہ میں سینہ تك ھاتھ اٹھانا

☆ سیدنا وائل بن حجرؓ سے مروی ہے: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے وائل بن حجر جب تم نماز پڑھو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ، اور عورت اپنے دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھائے۔

(رواه طبراني في المعجم الكبير، اعلاء السنن: ١٥٦/٢)

سینے پر ھاتھ باندھنا

☆ عطاء بن ابی رباحؒ کا ارشاد ہے: ''عورت قیام کے حال میں اپنے ہاتھوں کو حتی الوسع سمیٹ کر رکھے گی''

(مصنف عبد الرزاق: ١٣٨/٣)

سجدے میں بدن کا چھپانا اور چپکانا

☆ ''حضرت یزید ابن ابی حبیب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دو عورتوں پاس سے گذر ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تم سجدہ کیا کرو تو بدن کے بعض حصے کو زمین سے لگالیا کرو اس لیے کہ عورت اس میں مرد کی طرح نہیں ہے''

(مراسيل أبي داؤد، ص: ٨ والبيهقي: ٢٢٣/٢)

☆ حضرت علیؓ سے مروی ہے ''عورت جب سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر کرے اور اپنی دونوں رانوں کو ملائے رکھے''

(مصنف ابي شيبه: ٥٠٤/٢)

قعدہ میں بیٹھنے کی کیفیت

☆ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمایا ہے: ''جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ران کو دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو پیٹ کو ران سے چپکا دے تاکہ زائد سے زائد پردہ ہو''۔ (سنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الصلوٰة، باب ما يستحب للمرأة من ترك التجافي)

☆ سیدنا علیؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''عورت کو خوب سمیٹ کر اور دونوں رانوں کو ملا کر سجدہ کرنا چاہیے''۔

(مصنف ابن ابی شيبة: ١٤٢/١، سنن البيهقي: ٢٢٢/٢)

☆ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ آپ رضی اللہ سے عورتوں کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''عورت خوب سمٹ کر اور اپنے جسم کو ملا کر نماز ادا کرے''۔ (مصنف ابن شيبه: ٢٤٢/١ روايت: ٢٧٧٨ و مصنف عبد الرزاق: ١٣٧/٣، باب تكبير المراة)

ایک ساتھ دو بیویاں

سوال: دوسرے نکاح کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟ ایک ساتھ دو بیویاں رکھنے کی کیا صورت ہے؟

(توصیف، بھروچ، گجرات)

جواب: شریعت نے چار نکاح کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن خیال رہے کہ موجودہ حالات میں بغیر کسی عذر شرعی کے ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنا بہتر ہے، کیونکہ ہمارے ملک ہندوستان میں اکثر ایک سے زائد نکاح خاندان میں بکھراؤ اور انتشار کا سبب بن جاتا ہے، اور شوہر بھی ایسی صورت میں بیویوں کے درمیان انصاف قائم نہیں رکھ پاتا ہے، اور جب یہ اندیشہ ہو کہ ایک سے زائد بیویوں کے درمیان عدل نہیں کرسکتا تو دوسرا نکاح جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر عدل نہ کرسکو تو ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو۔ ﴿أَلَّا تَعۡدِلُواْ فَوَاحِدَةً﴾ (النساء: ٣)

یہ سیریا ہے ...!

محمد نفیس خاں ندوی

یہ سیریا کی سرزمین ہے جہاں کشت وخوں کا بازار گرم ہے، خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں، عورتوں کی عصمتیں تاراج ہورہی ہیں، بچوں کی چیخوں اور بوڑھوں کی سسکیوں سے فضا بوجھل ہے، خون کے چھینٹوں اور بارود کے دھوؤں سے پورا ماحول مکدر ہے، سیریا کا حاکم بشارالاسد وقت کا فرعون بنا ہوا ہے، معصوموں اور بے گناہوں کی لاشوں سے بنے تخت پر وہ براجمان ہے۔

اب ذرا اس منظر کو دیکھئے...... یہ کپڑے پر بنی بشارالاسد کی جہازی سائز کی ایک تصویر ہے، جسے زمین پر بچھا دیا گیا ہے، اس کے چاروں کناروں پر بشار کے درجنوں حامی اور اس کے فوجی سجدے میں پڑے ہوئے ہیں، اور سامنے دیوار پر لکھا ہوا ہے "لااله الا بشار" (بشار کے سوا کوئی معبود نہیں)۔

یہ ایک دوسرا منظر ہے جہاں ایک باریش جوان پر ستم ڈھائے جارہے ہیں، لاتوں، گھوسوں اور تھپڑوں کی بارش ہورہی ہے، ایک سورما زمین پر گرے ہوئے اس شخص کی گردن پر اس طرح پاؤں رکھے کھڑا ہے کہ سنت نبوی پوری طرح اس کے جوتوں کے نیچے روندی جارہی ہے، اس حال میں اس نوجوان کو مجبور کیا جارہا ہے کہ وہ کہے: "بالروح وبالدم نفيدك يا بشار!" (اے بشار! میرا جسم وجان تم پر قربان)

دوسری طرف دیکھئے...... یہ ایک لمبی قطار ہے لاشوں کی، یہ لاشیں بچوں کی ہیں، انھیں گولی نہیں ماری گئی بلکہ ذبح کرکے گردنوں کو دھڑ سے جدا کردیا گیا ہے.......... اب ایک نظر ادھر بھی ڈالیے، یہ ایک لمبی کھائی ہے، لیکن اب یہ کھائی ایک اجتماعی قبر میں تبدیل ہوچکی ہے، اس میں درجنوں لاشیں دفن کی جاچکی ہیں، اور سلسلہ ہے کہ رکتا ہی نہیں.......... آخر کون کون سا منظر آپ دیکھیں گے؟! نہ دیکھنے کا یارا ہے اور نہ سنانے کا حوصلہ!!

یہ کوئی آج کل کی بات نہیں ہے، بلکہ 15 مارچ 2011 سے لے کر آج تک گذرنے والا ہر دن سیریا کے مسلمانوں کے لیے قیامت کا دن رہا ہے، ہر لمحہ میں انھیں نہ جانے کتنی موت مرنی پڑتی ہے، انسان تو کجا چوپائے، کھیت وباغات کچھ بھی محفوظ نہیں، ﴿ظهر الفساد في البر والبحر﴾ (خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا) کی عملی تصویر بنا ہوا ہے یہ ملک سیریا!

لیکن 49 برس کے مسلسل جابرانہ اقتدار اور ظالم ڈکٹیٹرشپ کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ قتل وغارت کے نتیجہ میں عوام بے بس ولاچار ہوکر اور خوف زدہ ہوکر پیچھے نہیں ہٹے، وہ اپنے گھروں میں دُبک کر اور سہم کر نہیں بیٹھ گئے، انھوں نے اپنے سینے مضبوط کرلیے ہیں، اور اپنے سروں پر کفن باندھ لیا ہے، کیونکہ انھیں یقین ہے کہ اگر اس مرتبہ ان کی قربانیاں رائیگاں چلی گئیں تو آئندہ اس ملک میں ایک آزاد شہری کی حیثیت سے وہ کبھی سانس نہیں لے پائیں گے، اس انقلاب کے آنے میں پچاس سال کا عرصہ گذر گیا، ان پچاس سالوں بعد اگر آزادی نہ مل سکی تو پھر نہ جانے مزید کتنے اور پچاس سال اسی طرح مر مر کے جینا ہوگا!!

☆☆☆

ملک شام اسلامی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے، اسے انبیاء وصلحاء کا مسکن بھی کہا جاتا ہے، مشرق وسطی کا طویل رقبہ (فلسطین، اسرائیل، لبنان، اردن، یمن، عراق وترکی کے کچھ حصے) شام کی مملکت میں شمار کیا جاتا تھا جسے "عثمانی حکومت" (Ottomon Empire) بھی کہا جاتا تھا لیکن 1916ء کو ہونے والے سائکس پیکوٹ معاہدہ (Sykes-Picot Agreement) کے تحت مشرق وسطی کو ٹکڑیوں میں بانٹ دیا گیا، جس کے نتیجہ میں شام کی قوت کم ہوتی گئی اور اس کا رقبہ سکڑتا چلا گیا، اور جغرافیائی افق پر ایک نئے شام کا وجود ہوا جسے "سیریا" (Syria) کہا جانے لگا، اور پھر برٹش اور فرانس کے باہمی مشوروں کے بعد

فرانس نے سیریا پر اقتدار جما لیا، ایک لمبے عرصہ تک سیریا کے عوام فرانس کی ظلم زیادتیوں کا شکار ہوتے رہے، غلامی کی چکی میں پستے رہے، لیکن آزادی کی جدوجہد جاری رہی اور بالآخر اپریل 1946ء میں سیریا کو فرانسیسی استعمار سے نجات ملی اور سیریا کے باشندوں کو یقین ہوا کہ اب وہ ایک آزاد ملک میں ایک آزاد شہری کی حیثیت سے زندگی گذار سکیں گے۔

لیکن حالات سازگار ہونے کے بجائے ناگفتہ بہ ہوتے چلے گئے، اور یہ ملک مسلسل انقلابات اور سورشوں کا مرکز بن گیا، ان انقلابات کے دورانیہ میں اپریل 1947ء میں "حزب البعث العربي الإشتراكي" (Arab Socialist Ba'ath Party) یعنی بعث پارٹی کا وجود ہوا جس کا بانی مشعل عفلق نامی یہودی تھا، پھر ایک وقت آیا کہ مسلسل کئی انقلابات کے بعد 1952ء میں سیریا میں بعث پارٹی کے اثرات اتنے گہرے ہوگئے کہ اس کے علاوہ ساری سیاسی و دینی جماعتوں پر پابندی عائد کردی گئی، اور سیریا میں ان کی نقل وحرکت ممنوع قرار دیدی گئی جن میں سب سے اہم "اخوان المسلمین" کی پارٹی تھی۔ 1963ء میں سیریا کی کرسی اقتدار پر بعث پارٹی کا مکمل قبضہ ہوگیا، اس انقلاب میں حافظ الاسد کا اہم رول تھا، جس کے نتیجہ میں وہ سیریا کے سیاسی افق پر چھا گیا، لیکن اقتدار کی ہوس نے اس کو چین سے رہنے نہ دیا اور 1966ء میں مزید اختیارات کی خاطر اس نے پارٹی کی قیادت کے خلاف بغاوت کردی اور خود وزیر دفاع کی کرسی پر جا بیٹھا، اور پھر 1970ء میں ایک زبردست انقلاب کے ذریعہ اس نے شام کی حکومت پر مکمل کنٹرول حاصل کرلیا، وہ دن ہے اور آج کا دن اسد خاندان کا اصرار ہے کہ سیریا کے عوام اگر سانس بھی لیں تو اس کی مرضی اور اس کی اجازت سے لیں......!

☆☆☆

حافظ الاسد کا خاندان غلو کی حد تک پہنچے ہوئے علوی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے، وہ کسی دینی نہیں بلکہ شخصی بتوں پر قائم بعث پارٹی کا روح رواں ہے، اس خاندان کی سفاکیت اور اسلام دشمنی اور خاص کر اخوان المسلمین سے اس کے بغض وعداوت کا اندازہ درج ذیل واقعات سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے:

☆ جون 1979ء میں ایک فوجی افسر نے چند علوی فوجیوں پر فائرنگ کردی، حافظ الاسد نے اس اندرونی شورش کا سارا الزام اخوانیوں کے سر تھوپتے ہوئے "جسر الثغور" نامی علاقہ میں تقریباً 97 افراد شہید اور متعدد گھرز میں بوس کردیے۔

☆ 21 جون 1980ء کو ملک میں انوکھا قانون نافذ کیا گیا جس کے تحت اخوان سے وابستگی کی سزا پھانسی قرار دی گئی، آج تک یہ شق نمبر 94 قانون کا فعال حصہ ہے۔

☆ 25 جون 1980ء کو ایک سفارتی تقریب میں حافظ الاسد پر ایک قاتلانہ حملہ ہوا، اس کی تمام تر ذمہ داری بھی اخوان پر ڈالدی گئی، اور ان کے خلاف سخت کارروائیاں کی گئیں، 27 جون کو تدمر جیل میں قید ایک ہزار سیاسی قیدیوں کو اندھا دھند فائرنگ کے ذریعہ شہید کردیا گیا، نہ کوئی مقدمہ نہ عدالت، نہ منصف نہ گواہ، بس ایک الزام اور قصہ تمام......!

☆ 19 دسمبر 1980ء کو تدمر جیل میں ایک اور قتل عام ہوا، اس بار نشانہ وہ خواتین بنیں جنھیں ان کے مردوں کے نا ملنے کی پاداش میں گھروں سے اٹھا کر جیل میں زبردستی بند کردیا گیا تھا، اس قتل عام میں تقریباً 120 خواتین لقمۂ اجل بنیں۔

☆ 2 فروری 1982ء کی تاریخ تو پوری مسلم دنیا کی حالیہ تاریخ کا ایک سیاہ ترین دن تھا، اس دن حافظ الاسد کے حکم پر اس کے بھائی رفعت الاسد نے اپنی سربراہی میں قائم خصوصی فورس کی مدد سے حماہ نامی شہر کا محاصرہ کرلیا، اور پھر مسلسل 24 روز تک اس پر ٹینکوں، توپوں اور جنگی جہازوں سے بمباری کی جاتی رہی، 35 سے 40 ہزار افراد موت کے گھاٹ اتار دیے گئے، پورا شہر قبرستان میں تبدیل ہوگیا، لاشوں کو اٹھانے والا کوئی نہیں تھا، اس شہر کا جرم صرف یہ تھا کہ یہ شہر اخوان المسلمین کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔

اس خاندان کے جرائم کی داستاں نہایت طویل اور وحشت ناک ہے، بشار الاسد کی سربراہی میں صرف دو سال کی مدت میں ہونے والے درج بالا واقعات 49 برس پر محیط درندگی اور حیوانیت کی ایک جھلک دکھا رہے ہیں۔

سیریا میں مدتوں سے جاری ظالمانہ کارروائی، درندگی اور وحشیت کے پیچھے اسد خاندان کا مقصد بعث ازم کے نظریات کی

اشاعت اور اس کی جڑوں کو گہری اور مضبوط کرنا ہے، یہ نظریہ عرب قومیت اور اشتراکیت کا ایک ملغوبہ ہے، جسے اللہ ورسول سے بھی بڑا درجہ دیا گیا ہے، پورے ملک کا نظام اس کے مرکز ومحور کے گرد گھومتا ہے، دستور کی دفعہ **8** کے مطابق ''بعث پارٹی ریاست ومعاشرہ کی واحد رہنما پارٹی ہے۔'' چنانچہ وہاں کسی نئی پارٹی کی تشکیل کی قطعی اجازت نہیں ہے۔

☆☆☆

مشرق وسطیٰ میں انقلابات کی جو لہر چلی اس نے متعدد ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، تیونس کے بے روزگار کے جسم میں لگی ہوئی آگ کے شعلوں میں دھیرے دھیرے کئی ڈکٹیٹر کی انا کا مجسمہ جل کر راکھ ہوگیا، قذافی کا عبرت ناک انجام ابھی ذہن کی سلوٹوں پہ تازہ ہے، اس کی روش پر چلتے ہوئے بشار الاسد نے بھی عوامی تحریک کو کچلنے کے لیے فوجی طاقت اور جنگی ہتھیارں کا بھر پور استعمال کیا، بے گناہ شہریوں پر ہر طرح کے ظلم وستم کو روا کر دیا، لیکن یہ تحریک ختم ہونے کے بجائے مضبوط تر ہوتی جارہی ہے، یہ **1982**ء کا عہد نہیں ہے کہ پورا شہر تہہ تیغ کر دیا جائے اور دنیا کو خبر تک نہ ہونے پائے، ابلاغ عامہ کے اس عہد میں مواصلات کی متعدد شکلیں متعارف ہو چکی ہیں، بشار حکومت نے اگر چہ ذرائع ابلاغ پر مکمل پابندی عائد کر دی ہے، اور عالمی میڈیا بھی عوام کو دھوکہ میں رکھنے کی کوشش کر رہی ہے لیکن اس کے باجود دیگر متعدد ذرائع سے سیریا کے خونیں منظر کی کچھ نہ کچھ جھلک عوام کے سامنے ضرور پہنچ رہی ہے، اور دنیا بعث پارٹی کے نظریات اور بشار الاسد کی فرعونیت اور اس کے مقابل اہل سیریا کے عزم وحوصلہ سے واقف ہو رہی ہے۔

ملک سیریا میں جاری اس خونیں انقلاب کی اصل بنیاد دبے کچلے عوام کے جذبات اور ان پر ڈھائے گئے مسلسل ظلم وستم کی تاریخ ہے، لیکن اس انقلاب کی آڑ میں دوسری لابیاں اپنی سیاسی روٹی سینکنے کی بھی کوشش کر رہی ہیں، یہاں کا ایک بڑا طبقہ شیعوں کا ہے، چنانچہ بشار کی حمایت اور اس انقلاب کو ناکام کرنے میں ایرانی حکومت خاصی دلچسپی لے رہی ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ اس کا مقصد پورے مشرق وسطیٰ میں شیعیت کی بنیادوں کو مضبوط کرنا ہے۔ اس کے علاوہ چین اور خاص کر روس کو بھی اس انقلاب سے خاصی امیدیں ہیں، اور بشار کو اس کی پوری حمایت حاصل ہے، کیونکہ روس دوبارہ ابھرنے کی کوشش کر رہا ہے، اور اپنے ساتھ وہ اپنے کمیونزم نظریات کو بھی پھر سے زندہ اور مؤثر ڈھنگ سے پیش کرنا چاہتا ہے، اور مشرق وسطیٰ میں اس نظریات کی اشاعت اور اپنے کنٹرول کو مضبوط کرنے کے لیے سیریا سے بہتر ملک کوئی نہیں، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ سیریا میں بشار کی حکومت باقی رہے اور اس کی بقا میں روس کا احسان بھی شامل رہے۔ اب رہی بات دنیا بھر میں ''امن عالم'' کا ڈنکا پیٹنے والے امریکہ اور اس کے حلیف ممالک کی، تو ان کے اجلاس، بیانات وقرار دادات تو بہت ہیں لیکن ان کے اہداف کی فہرست میں واضح طور پر کہیں یہ نہیں ہے کہ ان کا مقصد عوام کی حفاظت کرنا ہے، اسرائیل کا پڑوسی ہونے کی وجہ سے ان کا اصل ہدف یہ ہے کہ بشار کی حکومت قائم رہے یا اس کے بعد ایسی حکومت کی تشکیل ہو جس سے اسرائیل کے مفادات پر کوئی ضرب نہ پڑتی ہو، چنانچہ لاکھوں ڈالر کے خرچ اور ابلاغی طوفان کے بعد سیکورٹی کونسل نے **21** اپریل کو **300** غیر مسلح فوجی مبصرین بھیجنے کا اعلان کیا، اس نگراں دستہ کو یہ ذمہ داری دی گئی کہ وہ تین مہینے تک اس بات کی تحقیق کرے کہ بشار انتظامیہ نے شامی عوام کو کچلنے میں کہیں بھاری اسلحوں کا استعمال تو نہیں کیا، اور یہ نمائندے وقفہ وقفہ سے رپورٹ بھیجتے رہے کہ حالات ہمارے قابو میں ہیں اور ہم صورتحال پر پوری نظر رکھے ہوئے ہیں!

فوجی طاقتوں کے سامنے سیریا عوام کی اکثریت بالکل غیر مسلح ہے اور انھوں نے اپنی اس تحریک کو ہر طرح کے تشدد سے پاک رکھنے کی کوشش کی ہے، جبکہ بشار فوج ہر طرح کی طاقت کے استعمال سے کوئی دوررغ نہیں کر رہی ہے، جس کے نتیجہ میں پورا ملک تباہی سے ہم کنار ہو رہا ہے، تاہم انتظار اس بات کا ہے کہ بشار اپنی طاقت اور عسکری آمریت کی بدولت عوامی تحریک کو کچلنے میں کامیاب ہوگا جس کا لازمی نتیجہ امریکی مفادات کا حصول، روسی مقاصد کی تکمیل اور ایرانی کاز کی مقصد برآری ہے یا برسوں کے ظلم وستم بعد سیریا عوام اس انقلاب کے ذریعہ ایک نئے سیاسی افق سے روشناس ہوں گے اور اسلامی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگا؟!

غزلیں

نہ وہ محفل جمی ساقی نہ پھر وہ دور جام آیا
تیرے ہاتھوں میں جب سے میکدہ کا انتظام آیا

چمن کے ساتھ احسانِ رفاقت کچھ نہ کام آیا
نہ غنچوں نے کبھی پوچھانہ پھولوں کا سلام آیا

وفاداروں میں گرچہ اور لوگوں کا بھی نام آیا
ہمیں آگے رہے جب آزمائش کا مقام آیا

الگ بیٹھے ہیں جوآداب مئے نوشی سے واقف تھے
جسے پینا نہیں آتا اُسی کے ہاتھ جام آیا

بہت تعریف ان کی، انکی محفل کی ہوئی، لیکن
نہ شمع بزم یاد آئی نہ پروانون کا نام آیا

بھرم کھل جائے گا عاجزؔ تری نغمہ سرائی کا
اگر اربابِ فن کے سامنے تیرا کلام آیا

دل زمانہ ہوا شاداب نہیں شاد نہیں
کب بہار آئی تھی اِس باغ میں کچھ یاد نہیں

نہ نشیمن نہ گلستاں کا پتہ چلتا ہے
اب کوئی خاک نہیں ایسی جو برباد نہیں

جو تمہارے لیے بے نام و نشاں ہوکے رہا
میں وہی ننگ زمانہ ہوں تمہیں یاد نہیں؟

اِس زمانے میں یہ ظَرف ہمارا دیکھو
غم وہ رکھتے ہیں جو شرمندۂ فریاد نہیں

ظلم اب بھی وہی کرتے ہیں جو کرتے آئے
تم ستمگر ہی فقط ہو ستم ایجاد نہیں

سب ہی ممنونِ کرم اے غمِ دوراں نکلے
کون گھر فیضِ قدم سے تیرے آباد نہیں

کرلی اس فن میں بھی گلچیں نے مہارت پیدا
سن رہے تھے کہ چمن میں کوئی صیاد نہیں

از
کلیم عاجزؔ

R.N.I. No.
UPURD/2009/28748

Postal Reg. No.
RBL/NP - 09

Monthly **Payam-e-Arafat** Raebareli

VOLUME 4 | JUNE 2012 | ISSUE 06

ملت ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی

بلالحاظ مذہب وملت، انسانی ہمدردی کی بنیاد پر علماء کرام کی نگرانی میں ہمہ جہتی، فلاحی ورفاہی خدمات کے لیے اور معاشی اعتبار سے کمزور و مستحق افراد تک امداد پہنچانے کی غرض سے فیض آباد کے نوجوان علماء کرام نے بروز جمعہ ۶؍اگست ۲۰۱۰ء ایک سوسائٹی بنام ''ملت ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر سوسائٹی'' شجاع گنج، فیض آباد، یو. پی. قائم کی۔ جس کے اغراض ومقاصد حسب ذیل ہیں۔

اغراض و مقاصد

(۱) ملت اسلامیہ کی دینی واخلاقی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے مختلف زبانوں میں لٹریچر کی تیاری واشاعت (۲) اصلاح معاشرہ کے لیے سمینار و کانفرنس کا انعقاد (۳) گاؤں گاؤں میں مکاتب کا قیام (۴) ائمہ مساجد کی تقرری اور ان کی تربیت کا اہتمام (۵) لائبریری کا قیام (۶) کالج کا قیام (۷) ہسپتال کا قیام (۸) یتیموں، بیواؤں اور حاجت مندوں کی ضرورتوں کی تکمیل (۹) دارالقضاء کا قیام

نوٹ: یہ ایک قومی وملی ادارہ ہے، اس کے علمی ومالی تعاون میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیجیے، تاکہ یہ ادارہ اپنے اعلی مقاصد کی تکمیل بحسن وخوبی کرسکے، اور آپ عنداللہ اجر وثواب کے مستحق ہوں۔ ان اللہ لا یضیع أجر المحسنین.

رابطہ:

محمد احسن عبد الحق ندوی

ملت ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی، شجاع گنج، فیض آباد، یو. پی. موبائل: 9918385097

ملت ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کی مطبوعات

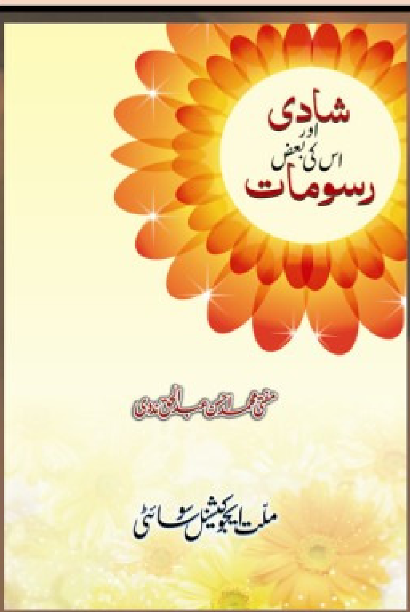

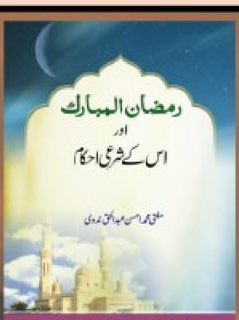

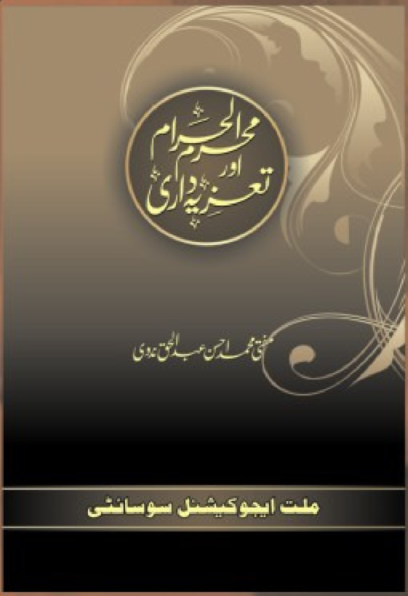

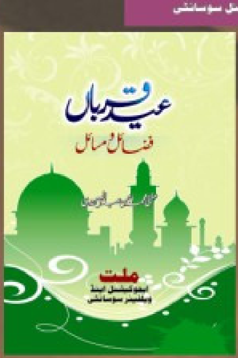

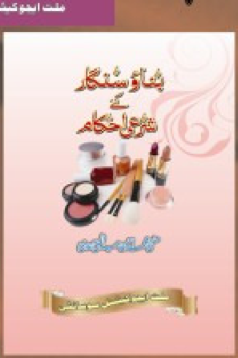

رابطہ: **مرشد حسین ندوی**
کھیتہ سرائے، بارہ بنکی، یو.پی. (Mob: 9795823840)

Designed by Mohammad Maky Hasani Nadwi

Editor: Bilal Abdul Hai Hasani Nadwi
MARKAZUL IMAM ABIL HASAN AL-NADWI
Dare Arafat, Takiya Kalan, Raebareli, U.P.
Mobile: 9918385097, 9918818558
E-Mail: markazulimam@gmail.com
www.abulhasanalinadwi.org

Printed & Published by: Mohammad Hasan Nadwi
On Behalf of: Markazul Imam Abil Hasan Al-Nadwi
Printed at S.A. Offset Printers, Masjid ke peeche, Phatak Abdullah Khan, Sabzi Mandi, Station Road, Raebareli, U.P.